بسم اللہ الرحمن الرحیم

فاعلم انہ لاالہ اللہ

قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا (17/81)

فَإِذَآ أَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُم مَّالَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ (2/239)

إِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتَابًا مَّوْقُوْتًا (4/103)

إِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ (29/45)

صلوة القران كما علم الله الرحمن بايت بينت

مسمے بہ

واقيموالصلوة

محمد رمضان متوفی
گوجرانوالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ. اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ. صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ

فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ 47/19 مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا. سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ. ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَ مَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ. كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْاَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ. وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِيْمًا. 48/29 اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى. 27/59 وَالسَّلٰمُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى 20/47 اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰى مَآ اَنْهٰكُمْ عَنْهُ اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَ مَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ 11/88

امابعد اللہ رحمٰن رحیم سبحانہ تعالٰی مولٰی کریم خبیر علیم ہادی مرشد احکم الحاکمین کی منزل مبین مکمل مفصل لاریب کتاب اور محمد رسول اللہ سلام علیہ کی سچی وپاک تعلیم صرف قرآن مجید ہی دین اسلام ہے اور ہدایت اور نجات کیلئے کافی اور واجب الاتباع ہے۔ کتب روایات بخاری مسلم کافی کلینی وغیرہ غیر اللہ کتابیں ہر گز لائق اتباع نہیں ہیں جب اس بات کا اظہار کیا گیا تو وہ لوگ جو ان غیر اللہ کتابوں پر گرپڑے ہوئے ہیں ان سے اس بات کا اور کوئی جواب نہ بن سکا الٹے قرآن مجید پر حملے کرنے لگ پڑے اور کہنے لگے کہ قرآن مجید میں صرف اقیمو الصلوۃ ہی ہے۔ اس کی تفصیل قرآن مجید میں کوئی مذکور نہیں ہے۔ یہ غیر اللہ کتابوں پر گرے ہوئے خود تحقیقات نہیں کرتے۔ اس لئے ان کو عرفان حقیقت حاصل نہیں ہوتا۔ الٹے ہو کر سوال ہی کئے جاتے ہیں کہ قرآن مجید میں صلوۃ یعنی قیام رکوع سجود کی تفصیل دکھاؤ۔ اگر یہ لوگ غیر اللہ کتابوں سے پاک ہو کر قرآن مجید میں مطابق اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ 47/24 تدبر کرتے تو ان کو صلوۃ یعنی قیام رکوع و سجود کی تفصیل ضرور ہی نظر آجاتی کیونکہ جس صلوۃ یعنی قیام رکوع سجود کی اللہ حکیم علیم نے تعلیم دی ہوئی ہے وہ ہر طرح مفصل ہی مفصل قرآن میں مذکور ہے۔ اسی لئے ہی تو اللہ تعالٰی احکم الحاکمین ہادی مرشد نے ارشاد فرمایا ہے کہ صلوۃ یعنی قیام رکوع سجود ادا کیا کرو۔ اللہ کے حضور میں جس طرح اس اللہ نے تعلیم دی ہے تم کو جیسا کہ آیات ذیل میں مذکور ہے۔

حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ o فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ رُكْبَانًا فَاِذَآ اَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ. 2/238	نگہبانی کیا کرو۔ تم اوپر قرآنی صلوٰت کے خصوصاً اوپر صلوۃ وسطٰی کے خاص کر قیام کیا کرو تم واسطے اللہ کے دعا کرنے والے ہو کر پھر اگر خوف کرو تم (کسی کا) تو دعا کر لیا کرو۔ پیادے چلتے ہو۔ یا سواری پر چلتے ہوئے پیچھے خوف کے جب بے خوف ہو جاؤ تم تو صلوۃ ادا کیا کرو۔ تم اللہ کے حضور میں جس طرح اس نے تعلیم دی ہے تم کو وہ تعلیم قرآنی جس کو نہیں تھے تم خود جانتے۔

(1) اللہ علیم حکیم نے حافظوا علی الصلوٰت میں عموماً صلوٰت پر نگہبانی کرنے کا حکم دیا ہے اور صلوٰۃ وسطٰی پر خصوصاً

کیونکہ عطف خصوص بر عموم ہے۔ اس حکم سے ظاہر ہے کہ قرآن مجید میں جس صلوٰۃ کے ساتھ کوئی خصوصیت لگی ہوئی ہے وہی صلوٰۃ وسطیٰ ہے۔ قرآن مجید میں صلوۃ فجر کے ساتھ مشھودا کی خصوصیت مذکور ہے۔ دیکھو اِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ کَانَ مَشْهُوْدًا 17/78 للذا صلوۃ فجر ہی وسطیٰ ہو سکتی ہے۔ (صَلَوٰت جمع ہے صلوٰۃ کی اور صلوٰۃ کا معنی قیام رکوع سجود و دعا تسبیح ہے۔ اسی کو عرف عام میں نماز کہا جاتا ہے)

(2) دوسرا حکم وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِیْنَ بھی عطف خصوص بر عموم ہے کیونکہ اس کے پہلے صلوۃ مذکور ہے جو مجموعہ قیام رکوع سجود دعا تسبیح کا ہے جن میں پہلا قیام ہے۔ اس لئے اللہ حکیم علیم نے سب سے پہلے قیام کا خاص کر ذکر فرمایا ہے اور ساتھ ہی قانتین مذکور فرمایا ہے جو کہ حال ہے اور حال ظرف ہوتا ہے اور ظرف قید ہوتی ہے جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ قیام قنوت کی حالت میں ہی ہونا چاہئے۔ اس بات کا ذکر انشاء اللہ اذکار قیام میں کیا جاوے گا۔ (اس جگہ ذکر ساتھ معنی صلوۃ کے ہے اور صلوٰۃ کا معنی قیام رکوع سجود دعا تسبیح ہے پس ذکر ساتھ معنی قیام، رکوع و سجود تسبیح کے)

(3) تیسرا حکم فان خفتم فرجالا او رکبانا میں صلوٰۃ کی نگہبانی کے متعلق ہی تاکیدی حکم ہے۔ کہ صلوۃ ضائع نہ ہو۔ اگر خوف کرو تم کسی چیز کا پیادے چلتے ہوئے یا سواری پر چلتے ہوئے دعا صلوٰۃ کر لیا کرو۔ اس حکم میں اللہ تعالیٰ عفو قدیر نے قیام رکوع سجود کو بسبب خوف کے معاف کر دیا ہے اور دعا کو بحال رکھا ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ صلوٰۃ کی اصل حقیقت دعا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس جگہ خوف عام رکھا ہوا ہے کیونکہ خفتم کا مفعول بغرض تعمیم حذف ہے اور اہل علم پر مخفی نہیں کہ کبھی بغرض تعمیم مفعول حذف کیا جاتا ہے۔ لہٰذا فان خفتم فرجالا او رکبانا میں حکم عام ہے کسی چیز کا بھی خوف ہو قیام رکوع سجود معاف ہے لیکن یہ حکم عام مطلق نہیں بلکہ حکم عام مخصوص البعض ہے کیونکہ اللہ علیم حکیم نے ان تقصروا من الصلوٰۃ ان خفتم ان یفتنکم الذین کفروا کے حکم۔ سے بسبب صلوٰۃ میں قصر کر دینے کے صرف ایک خوف فتنہ کفار کے ساتھ قیام رکوع سجود کو بحال و مخصوص رکھا ہے۔ للذا بدرجہ حق الیقین ثابت ہے کہ خاص ان خفتم ان یفتنکم الذین کفروا میں حکم مخصوص ہے اور فان خفتم فرجالاً او رکبانا میں حکم عام مخصوص البعض ہے۔ پس اس مخصوص خوف فتنہ کفار کے علاوہ کوئی خوف بھی ہو قیام رکوع و سجود معاف ہے۔ (اذکار پورے دو رکعت کے پڑھنے چاہئیں کیونکہ یہ صلوۃ قصر نہیں۔ صلوۃ قصر میں قیام رکوع و سجود مع اذکار ایک رکعت صرف مقتدیوں کو معاف ہے۔ جیسا کہ صلوۃ قصر میں بیان آئیگا)

(4) چوتھا حکم فاذا امنتم فاذکرو الله کما علمکم الخ میں اللہ احکم الحاکمین نے یہ حکم دیا ہے کہ پھر جب بے خوف ہو جاؤ تم تو صلوٰۃ یعنی قیام رکوع سجود دعا تسبیح ادا کیا کرو تم اللہ کے حضور میں جس طرح اللہ نے تعلیم دی ہے تم کو وہ تعلیم قرآنی جس کو نہیں تھے تم خود جانتے۔ پس اللہ سبحانہ تعالیٰ حکیم علیم کی قرآنی تعلیم کے مطابق صلوٰۃ کو ادا کرنا ضروری ہے جس طرح اس اللہ حکیم علیم نے قرآن مجید میں تعلیم دی ہوئی ہے۔

وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِی الْاَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ
جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ اِنْ خِفْتُمْ
اِنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِنَّ الْكَافِرِيْنَ
كَانُوْا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِيْنًا o وَاِذَا كُنْتَ
فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ
مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَلْيَاْخُذُوْا اَسْلِحَتَهُمْ فَاِذَا
سَجَدُوْا فَلْيَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَآئِكُمْ وَلْتَاْتِ
طَآئِفَةٌ اُخْرٰی لَمْ يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ
وَلْيَاْخُذُوْا حِذْرَهُمْ وَاَسْلِحَتَهُمْ وَدَّ الَّذِيْنَ
كَفَرُوْا لَوْ تَغْفُلُوْنَ عَنْ اَسْلِحَتِكُمْ وَ
اَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيْلُوْنَ عَلَيْكُمْ مَّيْلَةً وَّاحِدَةً
وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ كَانَ بِكُمْ اَذًی مِّنْ
مَّطَرٍ اَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰی اَنْ تَضَعُوْا
اَسْلِحَتَكُمْ وَخُذُوْا حِذْرَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ
لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا o فَاِذَا قَضَيْتُمُ
الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّ قُعُوْدًا وَّ
عَلٰی جُنُوْبِكُمْ فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِيْمُوا
الصَّلٰوةَ اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَی
الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا (4/101)

اور جس وقت نکلو تم غازی ہو کر بیچ جنگ کی زمین کے تو نہیں ہے (ثابت) اوپر تمہارے کوئی گناہ کہ کم کر لو تم ایک حصہ قرآنی قیام رکوع و سجود تسبیح یعنی صلوٰۃ۔ اگر خوف کرو تم کہ دکھ میں ڈال دیں گے تم کو وہ شخص جو راہ راست کا انکار کرتے ہیں۔ بیشک وہ شخص جو منکر ہیں راہ راست کے ہیں وہ واسطے تمہارے دشمن بڑے ظاہر باہر اور جب ہووے تو (اے پیغمبر موجود) بیچ ان غازیوں کے پھر کھڑی کرے تو واسطے ان غازیوں کے قرآنی قیام سجود دعا تسبیح یعنی صلوۃ تو چاہیے کہ کھڑا ہووے ایک گروہ غازیوں کا ان غازیوں سے ساتھ تیرے اور چاہئے کہ وہ غازی باندھے رکھیں جنگ کے اوزار اپنے پھر جب وہ غازی سجدہ یعنی رکعت پوری کر لیں تو چاہیئے کہ ہو جاویں وہ غازی پیچھے تمہارے اور چاہئے کہ آوے گروہ غازیوں کا دوسرا کہ نہیں۔ انہوں نے قیام رکوع سجود دعا تسبیح کو ادا کیا۔ پس چاہئے کہ وہ دوسرے قیام رکوع سجود دعا تسبیح ادا کریں ساتھ تیرے۔ (اس جگہ یہ جو ارشاد ہوا ہے چاہئے کہ وہ دوسرے قیام رکوع سجود دعا تسبیح ادا کریں۔ ساتھ تیرے اس ارشاد میں مقتدیوں کو امام کے ساتھ قیام رکوع سجود دعا، تسبیح کے ادا کرنے کا حکم ہے۔ اس حکم سے ظاہر ہے کہ مقتدی کو امام کے ساتھ قیام رکوع و سجود مع اذکار کے ادا کرنے چاہئیں۔)

اور چاہئے کہ وہ غازی باندھے رکھیں بچاؤ یعنی زرہیں اپنی اور جنگ کے اوزار اپنے آرزو کرتے ہیں وہ شخص جو راہ راست کا انکار کرتے ہیں۔ کاش کہ تم چھوڑ دو جنگ کے اوزار اپنے اسباب اپنے اور تو وہ منکر جور و ستم کریں اوپر تمہارے جور و ستم ہولا یعنی حملہ یکبارگی اور نہیں کوئی گناہ (ثابت) اوپر تمہارے اگر ہو جاوے ساتھ تمہارے کوئی تکلیف بسبب بارش کے یا ہو جاؤ تم بیمار کہ اتار دو تم جنگ کے اوزار اپنے اور باندھے رکھو۔ بچاؤ یعنی زرہیں اپنی بیشک اللہ خود تیار کریگا (اس جگہ ماضی بمعنی مضارع ہے) واسطے ان شخصوں کے جو راہ راست کے منکر ہیں عذاب دوزخ حقیر و سبک رکھنے والا بڑا مذکورہ حالت کے بعد یعنی حالت جنگ میں جس وقت ادا کرو تم قرآنی قیام رکوع سجود دعا تسبیح یعنی صلوۃ تو زبانی دعا کر لیا کرو۔ تم اللہ کے حضور میں کھڑے رہنے کی حالت میں اور بیٹھے رہنے کی حالت اپنی میں اور کروٹوں پر پڑے رہنے کی حالت اپنی میں حالت جنگ کے پیچھے جس وقت آرام پاؤ تم تو ہمیشہ قائم رکھو تم قرآنی قیام رکوع و سجود دعا تسبیح یعنی صلوۃ بیشک قرآنی قیام رکوع سجود دعا تسبیح یعنی صلوۃ ہے وہ اوپر ان شخصوں کے جو راہ راست کو قبول کرنے والے ہیں۔ فریضہ اللہ کا وقت معینہ میں۔

آیات بالا مذکورات میں اللہ تعالی ہادی مرشد نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ تم پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ اگر فتنہ کفار کا خوف

ہو تو ایک ٹکڑا صلوۃ کا کم کرلو۔ جو کہ خود ہی ان تقصرو من الصلوۃ سے ثابت ہے۔ اس ارشاد الٰہی میں تین باتیں مذکور ہیں۔ اول ان تقصروا۔ دوم من، سوم الصلوۃ۔ اول ان تقصروا من الصلوٰۃ میں تقصروا صیغہ جمع ہے جس سے ظاہر ہے کہ عموماً غازی مومنوں کیلئے صلوۃ کا ایک ٹکڑا کم کرنے کا ارشاد ہوا ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں حکم عام ہے کہ سب غازی مومن ایک ٹکڑا صلوۃ کم کرلیا کریں لیکن یہ حکم عام مطلق نہیں ہے بلکہ حکم عام مخصوص البعض ہے کیونکہ اللہ مولیٰ علیم خبیر نے ایسے وقت میں بغرض اتفاق و اتحاد ایک ہی جماعت کرانے کیلئے امام کو پوری صلوٰۃ کے ساتھ مخصوص کرلیا ہے جیسا کہ ان تقصروا کے ذیل میں ہی اللہ تعالیٰ ہادی مرشد نے پیغمبر سلام علیہ کو مخاطب کر کے واذا کنت فیھم الخ میں یہ ارشاد فرمایا ہے کہ اے پیغمبر جس وقت تو موجود ہو پھر کھڑی کرے ان کیلئے صلوۃ تو چاہئے کہ ایک گروہ ساتھ تیرے کھڑا ہو جاوے جس وقت وہ سجدہ یعنی پوری رکعت ادا کرلیں تو چاہئے کہ تمہارے پیچھے ہو جاویں اور آوے گروہ دوسرا جنہوں نے قیام رکوع و سجود دعا تسبیح ادا نہیں کیا تو چاہئے کہ وہ بھی قیام رکوع سجود دعا تسبیح ادا کرلیں تیرے ساتھ۔ اللہ مولیٰ ہادی کی ہدایت سے عقلی واضح اور روشن ہے کہ ایسے وقت میں جبکہ قیام رکوع سجود باجماعت ممکن ہے۔ پیغمبر سلام علیہ کو حکم ہوا ہے کہ ایک رکعت ایک گروہ کو ادا کرائے اور ایک رکعت دوسرے گروہ کو ادا کرے اور خود دو رکعت ادا کرے۔ خاص جماعت کرانے کیلئے باقی عام غازی دو گروہ ہو کر باری باری امام کے ساتھ صلوۃ قصر کی ایک ایک رکعت ادا کرلیں اور بس کیونکہ ایسے خوف کے وقت میں جس میں قیام رکوع سجود ممکن ہے ہر دو گروہ کو علاوہ مذکورہ بالا ایک رکعت کے اور ایک رکعت ادا کرنے کا اللہ تعالیٰ نے ہر گز کوئی حکم نہیں دیا ہے۔

جبکہ ہر دو گروہ کو دوسری رکعت ادا کرنے کیلئے کوئی حکم قرآن مجید میں موجود نہیں ہے تو بدرجہ حق الیقین ثابت ہے کہ واذا کنت فیھم الخ میں خاص امام کے لئے پوری صلوۃ دو رکعت کا حکم مخصوص ہے۔ اور ان تقصروا الخ میں حکم عام مخصوص البعض ہے۔ جس سے ظاہر ہے۔ کہ پوری صلوۃ کیلئے امام مخصوص ہے۔ باقی سب کیلئے ایک رکعت ہی صلوۃ قصر ہے۔

دوم ان تقصروا من الصلوۃ میں حرف من بعضیہ ہے۔ کیونکہ تقصروا کے تحت میں مذکور ہے۔ جس کا معنی کم کرنے کا ہے۔ اور یہ بات ظاہر ہے کہ کم کرنے کے لئے کوئی مقدار ضرور ہونا چاہئے۔ تاکہ معلوم ہو جائے۔ کہ کتنا حصہ صلوۃ کم کرنا ہے۔ اس لئے اس جگہ من بعضیہ ہی ہے کیونکہ بعض کا معنی ہے۔ ٹکڑا ہر چیز کا لہٰذا معلوم ہوا کہ صلوۃ کا ایک ٹکڑا کم کرنے کا حکم ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں۔ کہ قیام رکوع سجود دعا تسبیح پوری ایک رکعت ایک ٹکڑا ہے صلوۃ کا۔ پس بدرجہ عین الیقین ثابت ہے۔ کہ اللہ علیم حکیم نے صلوۃ کی ایک رکعت ہی قصر یعنی کم کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور بس۔

سوم ان تقصروا من الصلوۃ۔ اس جگہ صلوۃ سے پوری صلوۃ ہی مراد ہے۔ اسلئے کہ اس پر کم کرنے کا حکم لگا ہوا ہے۔ اس جگہ صلوۃ سے ایک رکعت مراد ہرگز ہی نہیں۔ کیونکہ ایک رکعت سے ایک رکعت کم کرنا غیر ممکن ہے۔ اکائی سے اکائی کم کرنا کیا معنی رکھتا ہے۔ لہٰذا اس جگہ صلوۃ سے پوری صلوۃ ہی مراد ہے۔

قصر صلوۃ کا عموم ہے۔ کیونکہ اللہ مولی حکیم علیم نے کسی ایک وقت کے ساتھ قصر صلوۃ کی قید نہیں لگائی اور کسی ایک وقت کو عدم قصر کے لئے مستثنےٰ بھی نہیں کیا ہے۔ اور مخصوص بھی نہیں کیا ہے۔ لہذا حکم عام مطلق ہے کوئی وقت صلوۃ کا ہو فجر ہو خواہ ظہر خوف فتنہ کفار کیوقت ہر ایک وقت میں صلوۃ کی قصر ہو گی۔

مذکورہ بالا آیات متعلقہ قصر میں اللہ مولی ہادی مرشد کا خاص کر جو یہ ارشاد ہے۔ **واذا کنت فیهم فا قمت لهم الصلوة فلتقم طافة منهم معك وليا خذوا اسلحتهم فاذا سجدوا فليكونو امن ورائكم و لتات طائفة اخرى لم يصلوا فليصلو ا معك**۔ اس ارشاد میں نہ صرف قصر صلوۃ کا ذکر ہے۔ بلکہ پوری صلوۃ اور طریق جماعت اور دو رکعتوں کا بین ثبوت ہے کیونکہ **فلتقم** اور **فاذا سجدوا** سے اظہر من الشمس ہے کہ قیام سے شروع اور سجدہ تک ختم ایک رکعت ثابت ہے۔ رکوع کا اختصار ہے۔ رکوع سے ہرگز انکار نہیں ہو سکتا کیونکہ سجدہ سے پہلے رکوع کا حکم ارکعو ا موجود فی القرآن ہے رکعت اور صلوۃ مرادف معنی ہے پس **فليصلو ا** سے دوسری رکعت بین ہے۔ اور لفظ معک سے صلوۃ باجماعت ادا کرنے کا طریقہ ظاہر ہے۔ الغرض اس جگہ صلوۃ باجماعت ادا کرنے کا طریق مع تعداد دو رکعت پوری صلوۃ کا نقشہ مفصل بیان ہوا ہے۔ مطابق قد **فصلنا الايت لقوم يذكرورن 6/126**

ذیل میں ایک اور آیت قرآن مجید سے پیش کی جاتی ہے۔ جس میں پوری صلوۃ دو رکعت کا عملی رنگ میں اللہ مولی مرشد کا ارشاد ہے۔ **انما وليكم الله ورسوله والذين امنو الذين يقيمون الصلوة و يوتون الزكوة و هم راكعون:5/55**۔ سوائے اس کے نہیں کہ خیر خواہ تمہارا اللہ ہے اور پیغمبر اس (اللہ) کا اور وہ شخص جنہوں نے شریعت کو قبول کر لیا ہے۔ وہ شخص خود ہمیشہ قائم رکھتے ہیں قرآنی قیام رکوع سجود دعا تسبیح کو اور دیتے ہیں۔ زکوۃ اور بھی وہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ رکعت ادا کرنے والے ہیں۔

صلوۃ اور رکعت دونوں مرادف لفظ ہیں پوری صلوۃ پر بھی بولے جاتے ہیں۔ اور ایک رکعت پر بھی جیسا کہ کتاب لغت منتہی الارب میں مذکور ہے۔ رکع المصلی رکعۃ و رکعتین و ثلث رکعات۔ صلوۃ ادا صلوۃ ادا کرتے والے نمازی نے ایک رکعت اور دو رکعتیں اور تین رکعتیں

پس مطابق بیان لغت اس آیت کریمہ **يقيمون الصلوة** اور **و هم راكعون** سے روز روشن کی طرح بالتفصیل ظاہر ہے کہ جملہ مومنین کا عملی نمونہ یہی ہے۔ کہ وہ ہمیشہ دو رکعت ادا کرنے والے ہیں۔ یہ ہے قرآنی صلوۃ جس کا سوال کیا جاتا ہے۔ کہ قرآن مجید سے صلوۃ خصوصا تعداد رکعت دکھاؤ۔ اگر سائلین جو قرآن مجید کو مجمل کہنے والے ہیں۔ اس برے عقیدہ سے تائب و پاک ہو کر اور آنکھوں سے تقلید کی پٹی کھول کر خود قرآن مجید میں تدبر و تفکر کرتے تو ان کو صلوۃ اور طریق ادائیگی جماعت اور رکعتوں کا مسئلہ ضرور ہی نظر آجاتا۔ جو قرآن کریم تبیانا لکل شیء میں مذکور و موجود ہے۔ صرف دو رکعت

یعنی قیام رکوع سجود دعا تسبیح کو دوبارہ ہی ہر وقت میں ادا کرنے کا اور بھی ثبوت قرآن مجید سے ہی سجدہ کے بیان کے بعد رکعتوں کے بیان میں عرض کیا جاوے گا۔انشاء اللہ تعالیٰ۔

مذکورہ بالا قصر صلوٰۃ ایسے وقت کی ہے جس میں کفار کے فتنہ کا خوف ہے۔اور ودالذین کفروا لو تغفلون عن اسلحتکم و امتعتکم فیمیلون علیکم میلۃ واحدۃ سے ثابت ہے کہ وہ کافر چاہتے ہیں۔کہ غازیوں کو اسلح اور اسباب سے غافل پا کر حملہ کر دیں جس سے صاف ظاہر ہے کہ جانبین موجود ہیں لیکن ابھی حملہ جنگ جاری نہیں ہوا۔حملہ نہ جاری ہونے کی حالت میں قیام رکوع سجود صلوٰۃ باجماعت ممکن ہے۔پس ایسے وقت میں صلوٰۃ کو باجماعت قصر کے ساتھ ادا کرنے کا طریقہ بیان ہو چکا ہے۔اس کے بعد فاذکروا اللہ قیاماً وقعودا و علیٰ جنوبکم میں صلوٰۃ حالت اضطراری کا بیان ہے یعنی حملہ جنگ جاری ہو جانے کی حالت کا اور حالت اضطرار ہونے کیلئے خود یہ الفاظ قیاماً و قعود او علیٰ جنوبکم کے شاہد ہیں۔اس لئے کہ کھڑے بیٹھے لیٹے جس حالت میں بن پڑے زبانی دعائے صلوٰۃ کر لینے کے حکم سے خود ظاہر ہے کہ ایسی اضطراری حالت ہے جس میں قیام رکوع سجود صلوٰۃ باجماعت محال و غیر ممکن ہے۔ایسی اضطراری کی حالت قصر صلوٰۃ کے وقت میں نہیں ہے کیونکہ قصر میں قیام رکوع سجود صلوٰۃ باجماعت ممکن ہے۔ہر دو مقام بلحاظ حالت اور طریق ادائیگی کے ایک دوسرے سے الگ الگ ہیں۔للذا بدرجہ عین الیقین ثابت ہے کہ بحالت اضطراری زبانی دعا والی صلوٰۃ الگ طور پر ایک پوری صلوٰۃ ہے۔یہ قصر صلوٰۃ باقی ماندہ ایک رکعت ہرگز نہیں ہے۔

دوسری شہادت یہ ہے کہ قیاماً و قعودا و علیٰ جنوبکم کے بعد فاذا اطماننتم فاقیموا لصلوۃ ہے جس کا معنی ہے اس حالت کے پیچھے جس وقت آرام پاؤ تم تو ہمیشہ قائم رکھو قرآنی قیام رکوع سجود دعا تسبیح یعنی صلوٰۃ اس بیان سے بدرجہ حق الیقین ثابت ہے کہ قیاماً و قعودا و علیٰ جنوبکم میں صلوٰۃ حالت آرام کی صلوٰۃ نہیں بلکہ حالت بے آرامی اور اضطراری حملہ جنگ ہی کے وقت کی صلوٰۃ ہے۔پس یہ دو شہادتیں بین دلیل ہیں۔اس بات کی کہ قیاماً و قعوداً و علیٰ جنوبکم والی صلوٰۃ کسی طرح بھی قصر صلوٰۃ کا بقیہ نہیں ہو سکتی۔

آیات بالا مذکورات میں واذا ضربتم سے لیکر فاذا اطماننتم فاقیمو الصلوٰۃ تک الگ الگ موقع کی صلوۃ ادا کرنے کا بیان ہو چکا ہے۔اس کے بعد متصل رب العلمین حکیم علیم نے ان الصلوٰۃ کانت علی المومنین کتاب موقوتا میں یہ تعلیم دی ہے کہ بیشک قرآنی صلوۃ مومنوں پر فریضہ وقت معینہ میں اس تعلیم ربی سے بخوبی واضح روشن ہے کہ ہر ایک صلوۃ معین وقتوں میں ادا کرنا ضروری ہے کیونکہ صلوۃ کے اوقات معینہ اللہ مولیٰ ہادی کے منادی ہیں جو کہ انسان کو غفلت سے بیدار کرتے رہتے ہیں اور اس کو اللہ خالق ہی کی یاد کرنے کیلئے اور اس کے حضور میں حاضر ہونے کیلئے بلاتے ہیں۔پس رات دن کے ان حصوں میں ہی صلوٰۃ ادا کرنی ضروری ہے جن کو خود اللہ مولیٰ نے معین و مقرر فرمایا ہے اور صلوٰۃ میں وہی خاص حصہ قرآن

مجید کا پڑھنا ضروری ہے جس کے پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے جیسا کہ اللہ ہادی مرشد نے پیغمبر سلام علیہ کو مخاطب فرما کر آیات ذیل میں ارشاد فرمایا ہے۔

اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْمُ اَدْنٰى مِنْ ثُلُثَيِ الَّيْلِ وَنِصْفَهٗ وَ ثُلُثَهٗ وَ طَآئِفَةٌ مِّنَ الَّذِيْنَ مَعَكَ وَاللّٰهُ يُقَدِّرُ الَّيْلَ وَ النَّهَارَ عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ عَلِمَ اَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ مَّرْضٰى وَ اٰخَرُوْنَ يَضْرِبُوْنَ فِي الْاَرْضِ يَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَ اٰخَرُوْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ...... وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ 73/20	بیشک رب تیرا خود جانتا ہے کہ بیشک تو خود اٹھتا ہے۔ نزدیک تر دو تہائی سے رات کے وقت میں اور (اٹھتا ہے) نصف میں اسی رات کے اور (اٹھتا ہے) تہائی میں اور اسی رات کے اور (اٹھتا ہے) ایک گروہ مومنوں کا ان شخصوں میں سے (جو ہیں) اصحاب تیرے اور اللہ خود ہی حصہ (مقرر) کر دیتا ہے اوقات رات میں اور اوقات دن میں وہ (اللہ) جانتا ہے کہ بیشک شان یہ ہے کہ ہرگز نہیں حفاظت کرو گے تم اس رات دن کے مقررہ تمام حصوں کی۔ اس لئے اس اللہ نے آسان کر دی ہے دشواری تمہاری لہٰذا (حکم دیا جاتا ہے کہ) پڑھ لیا کرو اسی قدر جو انداز جو مہیا ہو سکتا ہے۔ اللہ کے قرآن میں۔ وہ (اللہ) جانتا ہے کہ بیشک شان ہے کہ ہوا کرینگے بعض تمہارے بیمار اور ہوا کریں گے دوسرے وہ نکلا کرینگے بیچ تجارت کی زمین کے...... تلاش کرتے ہوئے اللہ کے فضل سے اور ہوا کریں گے دوسرے وہ کارزار کیا کرینگے۔ بیچ راہ اللہ کے لہٰذا بھی (حکم دیا جاتا ہے کہ) پڑھ لیا کرو تم اسی قدر جو انداز جو مہیا ہو چکا ہے۔ اس قرآن میں اور ہمیشہ قائم رکھا کرو تم قرآنی قیام رکوع سجود دعا، تسبیح کو...... خصوصاً بخشش مانگا کرو تم اللہ سے بیشک اللہ بخشنے والا بڑا ہے، محبت کرنیوالا بڑا ہے۔

آیات بینات بالا مذکورات میں اوقات صلوٰۃ کی نسبت یہ ارشاد ہے۔ الله يقدر الليل والنهار یعنی اللہ خود حصہ مقرر کر دیتا ہے۔ رات کے وقت میں اور دن کے وقت میں اس ارشاد کے مطابق اللہ مولیٰ کریم نے قرآن مجید میں صلوٰۃ کیلئے وقت رات دن کے حصوں میں مع تحدید آسمانی نشان کے مقرر و معین فرما دیئے ہیں۔

رات دن کے جن حصوں میں صلوٰۃ کے وقت معین فرمائے گئے وہ اوقات الصلوٰۃ کے نام سے رسالہ کی صورت میں چھپ کر شائع ہو چکے ہیں۔ شائقین ملاحظہ فرمائیں اور اس رسالہ میں بھی کچھ اوقات صلوٰۃ کا ذکر ضمناً آئیگا۔ انشاء اللہ مولیٰ اب رہا یہ امر کہ رات دن میں جو اوقات صلوٰۃ کیلئے مقرر و معین ہیں کیا ہر ایک سارے کے سارے وقت میں صلوٰۃ پڑھتے رہنا چاہئے یا ہر ہر ایک وقت صلوٰۃ میں کچھ پڑھنا چاہئے مطابق كل شيء فصلنا ہ17/12 کے اللہ احکم الحاکمین نے خود ہی اس کا قرآن مجید میں فیصلہ کر دیا ہے جیسا کہ آیات بالا مذکورات میں یہ ارشاد ہے۔ علم ان لن تحصوه فتاب عليكم فاقرو اما تيسر من القران الخ یعنی اللہ جانتا ہے کہ بیشک شان یہ ہے کہ ہرگز نہیں تم حفاظت کرو گے اس مقررہ حصہ کی۔ اس لئے اس (اللہ) نے آسان کر دیا ہے۔ دشواری تمہاری کو لہٰذا (حکم دیا جاتا ہے) کہ پڑھ لیا کرو۔ اسی قدر و انداز جو مہیا ہو چکا ہے۔ اللہ کے قرآن میں۔

(نوٹ: تیسر۔ آسان شدن و سر گردیدن روز و آمادہ شدن منتہی الارب۔ منجملہ معانی تیسر کے ایک معنے آمادہ شدن بھی ہے لہٰذا اس جگہ تیسر کا معنی کیا گیا ہے مہیا ہو چکا ہے۔ یہی اس جگہ درست ہے۔ دوسرا معنی آسان شدن اس جگہ ہرگز درست نہیں ہے کیونکہ اس سے یہ لازم آتا ہے کہ

آسان پڑھ لو اور مشکل چھوڑ دو حالانکہ قرآن مجید سارا آسان ہی آسان ہے۔ جیساکہ ارشاد ہے ولقد یسرنا القرآن الخ......اور اس لئے بھی درست نہیں کہ صلوٰۃ میں عام قرآن پڑھنا قرآن مجید کی دوسری آیات کے خلاف ہے کیونکہ ان میں تسبیح وحمد دعا پڑھنے کا صلوٰۃ میں حکم ہے جو انشاءاللہ اس کے بعد مذکور ہو نگی۔)

اس حکم ربی سے یہ فیصلہ بین ہے کہ ہر ایک وقت میں صلوٰۃ میں اسی قدر پڑھ لینا چاہئے جو مہیائی القرآن ہے۔ فاقرء و اما تیسر من القرآن سے پہلے مہیا شدہ پڑھنے کا سبب یہ بتلایا گیا ہے کہ اللہ جانتا ہے کہ ہرگز نہیں حفاظت کرو گے تم سارے حصہ مقررہ کی یعنی سارا وقت صلوۃ پڑھنے میں گذارنا دشوار ہوگا۔ اس دشواری کو آسان کرنے کے لئے یہ حکم دیا جاتا ہے۔ کہ اسی قدر پڑھنا جو مہیائی القرآن ہے۔ اس کے بعد دوسرا فاقرء و اماتیسر منہ جو تاکیدی حکم ہے۔ اس کے پہلے یہ سبب بتلایا گیا ہے کہ اللہ جانتا ہے۔ کہ بعض تمھارے بیمار ہو نگے۔ اور دوسرے مسافر اور دوسرے کارازار والے ہونگے ان کی رعایت کیلئے بھی یہ حکم دیا جاتا ہے کہ اس قدر پڑھنا جو مہیائی القرآن ہے

فاقرئو ماتیسر من القرآن میں مامو بولہ مبہم ہے۔ جس سے خاص اتنا ہی حکم ثابت ہے۔ کہ پڑھو اسیقدر جو مہیائی القرآن ہے اب رہا یہ امر کہ وہ صلوۃ میں پڑھنا کیا چیز ہے۔ اور اس کا کیا نام و نشان ہے واضح ہو کہ لفظ صلوۃ کے ضمن میں اس کا نام و نشان موجود ہے۔ اسلئے علیم خبیر نے فاقروا ما تیسر من القرآن کے بعد متصل بطور عطف عموم بر خصوص حکم دیا ہے واقیموا الصلوۃ۔ صلوۃ کا لغوی معنے قیام رکوع سجود دعا تسبیح ہے الصلوۃ من اللہ رحمتہ و من المخلوقین الملائکۃ و الانس الجن القیام والرکوع واسجود الدعاء و التسبیح .لسان العرب اس معنے سے یہ بات بخوبی واضح وروشن ہے۔ کہ صلوۃ مرکب ہے افعال واقوال سے کیونکہ قیام رکوع سجود فعل ہیں۔ اور دعا تسبیح کا محل ہیں۔ اور دعا تسبیح قولی اذکار ہیں۔ جن کا صلوۃ میں پڑھنے کا حکم ہوا ہے

پس اس بیان سے اظہر من الشمس ثابت ہے۔ کہ فاقرء و ما تیسر من القرآن میں جس چیز کا صلوۃ میں پڑھنے کا حکم ہے۔ اس کا نام و نشان دعا تسبیح ہے اس لحاظ سے فاقرء واما تیسرو من القرآن میں ماعام نہیں رہا۔ بلکہ دعا تسبیح کے معنی میں خاص ہو گیا ہے۔ اور دعا تسبیح والے اذکار قرآن مجید میں مہیا موجود ہیں۔ اور صلوۃ میں ان کے پڑھنے کا حکم بھی

فاقرء و ما تیسر من القرآن میں ما کو عام بنانا اور صلوۃ میں جو جی چاہے پڑھنا اور غیر اللہ کتابوں کی اتباع کی وجہ سے قرآنی دعا تسبیح والے اذکار کو ترک کرنا قرآن والی صلوۃ کو ضائع کرنا ہے اور خلاف قرآن اور خلاف پیغمبر ہے۔ اور اللہ مولی کریم کی رضا کے غیر مطابق ہے۔ غیر اللہ کتابوں والی صلوۃ بدرگاہ مالک یوم الدین ہرگز ہرگز مقبول نہیں

دوم الصلوۃ میں الف لام عوض مضافالیہ ہے۔ اور مضاف الیہ قرآن ہے۔ پس اقیمو االصلوۃ کا معنی ہوا کہ عموما ہمیشہ قائم رکھو قرآن کے قیام رکوع سجود دعا تسبیح کو اس حکم سے بدرجہ حق الیقین ثابت ہے۔ کہ قرآنی تعلیم کے مطابق صلوۃ کا

قیام رکوع سجود ادا کرنا ضروری ہے۔اور قرآن کے بتائے ہوئے دعا تسبیح والے اذکار پڑھنے ضروری ہیں۔اس کے بعد بطور عطف خصوص بر عموم حکم ہے۔واستغفر اللہ ان اللہ غفور رحیم۔یعنی خصوصا بخشش مانگا کرو۔تم اللہ سے بیشک اللہ بخشش کرنیوالہ بڑا ہے محبت کرنے والا بڑا ہے

صلوۃ کے معنی میں دعا کا لفظ عام ہے جو کہ ہر دعا کو شامل ہے۔لیکن دعا استغفار کا خصوصا ارشاد ہوا ہے۔عارفان مولی کریم پر یہ بات ہرگز مخفی نہیں۔کہ صلوۃ کے وقت اللہ مولی کریم کے حضور میں اس کی پاکی بیان کرنے کا اور اس کے آگے دعا کرنے کا حکم مولیٰ مقتضی حال کے مطابق ہے عارفان مولی اس بات کو خوب جانتے ہیں۔ان کے لئے اشارہ ہی کافی ہے۔قرآن مجید کی تعلیم مطابق قیام رکوع سجود میں قرآنی دعاء تسبیح والے اذکار پڑھنے ہی عین قرآنی صلوۃ اور اتباع پیغمبر سلام علیہ کا ہے۔اور اللہ احکم الحاکمین کے اس حکم کے مطابق ہے۔جو پہلے بیان ہوا ہے۔کہ صلوۃ ادا کیا کرو۔اللہ کے حضور میں جس طرح اس نے تعلیم دی ہے تم کو۔لہذا ایسی قرآنی دعا تسبیح والی صلوۃ مولیٰ کریم مجیب الدعوات کی بارگاہ عالیہ میں ضرور ضرور مقبول ہے

اب ذیل میں وہ آیات بینات پیش کی جاتی ہیں کہ جن میں صلوۃ کے قیام رکوع سجود کا ارشاد ہے پھر وہ آیات تحریر کی جاویں گی جن میں اللہ مولی علیم خبیر نے صلوۃ کیلئے دعا تسبیح والے اذکار پڑھنے کا حکم واندازمہیا موجود فرمایا ہے۔

صلوۃ کے قیام رکوع سجود کا بیان

حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَ قُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ رُكْبَانًا فَاِذَا اَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ 2/228.	نگہبانی کیا کرو تم اوپر قرآنی صلوۃ کے خصوصا اوپر صلوۃ وسطی کے خاص کر قیام کیا کرو تم واسطے اللہ کے دعا کرنے والے ہو کر پھر اگر خوف کرو تم (کسی کا) تو (دعا کر لیا کرو)) پیادے چلتے ہوئے یا سواری پر چلتے ہوئے پیچھے خوف کے جب بے خوف ہو جاؤ تم صلوۃ ادا کیا کرو اللہ کے حضور میں۔جس طرح اس (اللہ) نے تعلیم دی ہے تمکو تعلیم قرآنی جس کو نہیں تھے تم خود جانتے۔ اللہ

اس ارشاد میں یہ جو حکم ہے۔قوموا اللہ قانتین یعنے کھڑے ہوا کرو آگے اس کے دعا مانگنے والے ہو کر۔اس حکم سے اظہر من الشمس ہے۔کہ اس جگہ صلوۃ کے قیام کا حکم ہے۔کیونکہ اس کے ماقبل ومابعد صلوۃ ہی کا ذکر ہے۔لہذا اس جگہ سوائے قیام صلوۃ کے اور کوئی بھی مراد ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتی ہے

يٰمَرْيَمُ اقْنُتِيْ لِرَبِّكِ وَ اسْجُدِيْ وَ ارْكَعِيْ مَعَ الرَّاكِعِين. 3/43 :اے مریم صلوۃ کا قیام کیا کر آگے رب اپنے کے اور سجدہ کیا کر عموما صلوۃ ادا کیا کر ساتھ ان شخصوں کے جو صلوۃ ادا کرنے والے ہیں۔

اس آیت میں حکم ہے اقنتی جس کی مصدر قنوت ہے۔ من جملہ اس کے معانی کے قیام صلوٰۃ بھی ہے۔اور اس جگہ یہی معنی ہو سکتا ہے۔کیونکہ اقنتی پر واسجدی کا عطف ہے۔ہر دو جملے ایک حکم میں ہیں۔لہذا اس جگہ قیام اور سجدہ دونوں بین ہیں

وَاِذَا كُنْتَ فِيهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَلْيَاْخُذُوْا اَسْلِحَتَهُمْ فَاِذَا سَجَدُوْا فَلْيَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَآئِكُمْ 4/102	اور جب ہووے تو (اے پیغمبر موجود) بیچ ان صلوٰۃ ادا کرنے والوں کے پھر کھڑی کرے تو واسطے ان غازیوں کے قرآنی قیام رکوع سجود دعا تسبیح یعنی صلوٰۃ چاہئے کہ کھڑا ہووے ایک گروہ غازیوں کا۔ان غازیوں سے ساتھ تیرے اور چاہئے کہ وہ غازی باندھے رکھیں جنگ کے اوزار اپنے پھر جب وہ غازی سجدہ یعنی رکعت پوری کرلیں تو چاہئے۔کہ ہو جاویں وہ غازی پیچھے تمہارے۔

اس آیت میں بھی فلتقم اور فاذاسجد وا سے قیام اور سجدہ ہر دو ظاہر ہیں۔آیت نمبر ۲ اور نمبر ۳ میں قیام و سجدہ کا حکم واضح و روشن ہے اور رکوع کا اختصار ہے لیکن رکوع سے انکار نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ سجدہ سے پہلے رکوع کا حکم موجود فی القرآن ہے جیساکہ اللہ مولی نے فرمایا ہے

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ 22/77	اے وہی شخصو جنہوں نے شریعت کو قبول کر لیا ہے۔رکوع کیا کرو اور سجدہ کیا کرو عموماً فرمانبرداری کیا کرو رب اپنے کی اور کیا کرو تم قرآنی نیک کام

اس آیت میں سجدہ سے پہلے رکوع کا حکم تو صاف ظاہر ہے۔لیکن صرف اتنا ہی نہیں بلکہ اس جگہ رکوع سے پہلے قیام بھی ثابت ہے کیونکہ رکوع کو قیام لازم ہے جیسے دھوپ کو سورج لازم اور منہ ہاتھ وغیرہ دھونے کے لئے پانی اور ہاتھ لازم ہیں۔ بغیر قیام کے رکوع ہر گز نہیں ہو سکتا ہے اس جگہ ذکر ملزوم ساتھ ارادے لازم کے ہے۔یہ بات اہل علم پر ہر گز مخفی نہیں۔لہذا اس جگہ ہر سہ قیام رکوع سجود بدرجہ عین الیقین ثابت ہیں۔اور آیات بھی اس مضمون کے متعلق جن میں عملی رنگ کا بیان ہے ذیل میں پیش کی جاتی ہیں۔

وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ الَّذِيْ يَرٰىكَ حِيْنَ تَقُوْمُ وَتَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ (26/219)	اور (اے اللہ کا پیغام پہنچانے والے) بھروسہ کئے رہو اوپر اللہ صاحب عزت مہربان اس عظیم الشان ذات کے جو دیکھتا ہے تجھ کو جس وقت تو قیام کرتا ہے اور (دیکھتا ہے) پھرنے یعنی جانے آنے تیرے کو بیچ ان شخصوں کے جو سجدہ کرنے والے ہیں

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۚ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّاۗءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاۗءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ۡ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ 48/29	محمدؐ پیغام پہچانے والا اللہ کا اور وہ شخص جو اصحاب اس کے ہیں بڑھ کر سخت ہیں مقابلہ کفار کے بڑھ کر محبت ہیں آپس میں (اے دیکھنے والے) دیکھتا ہے تو ان کو حالانکہ رکوع صلوٰۃ کرنیوالے اور سجدہ صلوٰۃ کرنے والے ہیں۔ تلاش کرتے ہیں فضل اللہ سے اور رضا مندی اللہ سے نشان ان کا ان کے چہروں میں ہے سجدہ صلوٰۃ کے اثر سے۔
والرکعون الساجدون 9/112	(وہ پاک مرد) صلوٰۃ کا رکوع کرنیوالے اور صلوٰۃ سجدہ کرنےوالے ہیں۔
واذا بوانالابرایھم مکان البیت ان لا تشرك بی شیا و طھر بیتی للطائفین والقائمین والرکع السجود 22/26	اور اس وقت اتار دیا ہم نے واسطے ابراہیم کے بیچ مکان اپنے گھر کے (حکم دیا) کہ مت شریک کریو ساتھ میرے کسی کو اور پاک رکھیو گھر میرے کو واسطے ان شخصوں کے اور ان شخصوں کے جو مقیم ہیں میرے گھر کے عموماً ان شخصوں کے جو رکوع کرنیوالے اور سجدہ کرنےوالے ہیں۔

جملہ آیات بینات بالا مذکورات سے بخوبی واضح و روشن ہے کہ قرآنی صلوٰۃ میں ہر سہ افعال یعنی قیام رکوع سجود ہی ادا کرنے کا حکم موجود فی القرآن ہے۔ (اس جگہ صلوٰۃ کے ہرسہ افعال یعنی قیام، رکوع، سجود کا بیان تو ہو چکا ہے) اب اس بات کا ذکر کیا جاتا ہے کہ اللہ کا بندہ جس وقت کہ اللہ کو یاد کرنے کیلئے یعنی اس کی تسبیح حمد بیان کرنے کیلئے اور اظہار خشوع والی دعائیں پڑھنے کیلئے صلوٰۃ میں اللہ مولیٰ کے حضور میں حاضر ہو کر کھڑا ہوتا ہے تو اس وقت دست بستہ ہی کھڑا ہونا مقتضی مقام کے مطابق ہے اور رضائے مولا کے موافق ہے جیسا کہ اللہ مولیٰ ہادی مرشد نے موسیٰ رسول اللہ سلام علیہ کو اپنے حضور میں حاضر ہونے کے وقت دست بستہ ہونے کا ارشاد فرمایا ہے جو کہ آیات ذیل سے واضح روشن ہے۔

فلما اتھا نودی+++ یموسیٰ انی انا الله رب العالمین و ان الق عصاك فلما راھا تھتز کانھا جان و لی مدبرا ولم یعقب یموسی اقبل ولا تخف انك من الامنینo اسلك یدك فی جیبك تخرج بیضاء من غیرسوء. واضمم الیك جنا حك من الرھب فذانك برھانن من ربك الی فرعون و ملائه انھم کانوا قوما فسقین 28/32	پس جس وقت آیا وہ (موسیٰ) اس آگ کے پاس تو ندا کی گئی یعنی کہا گیا اے موسیٰ بیشک میں خود اللہ ہی رب ہوں تمام مخلوقات کا اور حکم دیا گیا کہ پیش کریو تو اے موسیٰ عصا یعنی برہان انداز اپنا پس اس وقت معلوم کیا اس (موسیٰ) نے اسی عصا کو یا کہ وہ عصا برہان انداز ایک طرح کا سفید سانپ ہے، حق فرعون کے تو منہ پھیرا اس موسیٰ نے پھیرنے والا پیٹھ اپنی کا ہو کر اور نہ پیچھے دیکھا۔ اس (موسیٰ) نے (حکم دیا گیا) اے موسیٰ متوجہ ہو تو اور مت خوف کر تو بیشک تو اللہ کے بے خوفوں میں سے ہے یعنی رسولوں میں سے داخل کر تو اے موسیٰ ید یعنی برہان بشارت اپنا بیچ گریبان یعنی سینے اپنے کے نکلے گا وہ سورج مانند ہو کر بغیر کسی غم کے یعنی خوشخبری دینے والا اور پنجہ کے ساتھ پکڑلے تو اے موسیٰ ساتھ اپنے ہاتھ اپنا اللہ سے ڈرتا ہوا بے شک وہ دونوں عصا و ید بیضاء دو دلیلیں ہیں۔ حالانکہ ہیں) رب تیرے سے طرف فرعون کی اور سرداروں اس کے کی بیشک وہ فرعون اور اس کے سردار خود ہو گئے ہیں۔ گروہ بھاری اللہ تعالیٰ کے حکم کو چھوڑ دینے والے

مذکورہ بالا آیات بینات میں وہ بیان ہے۔ جبکہ موسیٰ رسول اللہ سلام علیہ رب العلمین کے حضور میں حاضر ہوئے تھے۔
اس حضوری کے وقت میں موسیٰ رسول اللہ سلام علیہ کو ارشاد ہوا۔ الق عصاك اور ارشاد ہوا اسلك يدك بعد میں ارشاد ہوا
فذانك برهانين عصا و ید بیضا۔ دو دلیلیں ہیں۔ رب کی جانب سے فرعون وغیرہ کی طرف اس ارشاد کے درمیان میں اس
حضوری مولا کے وقت میں موسیٰ رسول اللہ سلام علیہ کو ایک یہ بھی ارشاد ہوا ہے کہ اضمم اليك جناحك من الرهب۔ اس
ارشاد سے ہاتھ باندھنے کا بیّن ثبوت ہے جیسا کہ ترجمہ میں ظاہر ہو چکا ہے۔ اس جگہ اور کوئی مطلب ہرگز نہیں ہو سکتا۔

اس بیان سے ظاہر ہے کہ اللہ مولیٰ کے حضور میں حاضر ہونے کے وقت میں موسیٰ رسول اللہ سلام علیہ کو دست بستہ
حاضر ہونے کا ارشاد ہوا ہے۔ اس ارشاد سے واضح ہے کہ اللہ مولیٰ کے حضور میں دست بستہ حاضر ہونا رضائے مولیٰ ہے۔

اس جگہ اضمم کی لغت بیان کردینی ضروری ہے کہ تاکہ حق شناس معلوم کرلیں۔ ضم کا معنی لغت عرب قاموس
میں اس طرح مذکور ہے۔ الضم قبض الشي الى الشيء اور منتخب اور صراح اور منتهی الارب میں قبض کا ترجمہ اس طرح
مذکور ہے۔ قبض گرفتن بہ پنجہ۔ لہٰذا اضمم اليك جناحك کا ترجمہ کیا گیا ہے۔ پنجہ کے ساتھ پکڑ لے تو اے موسیٰ ساتھ اپنے
ہاتھ اپنا پس مطابق فبهدهم اقتده حکم قرآنی کے موسیٰ رسول اللہ سلام علیہ کی طرح اللہ تعالیٰ کریم کے حضور میں دست بستہ
حاضر ہونا چاہیئے۔ (اعصا و ید بیضا کا مجازی معنی کیا گیا ہے کیونکہ خود اللہ نے ان کو برہانان یعنی دو دلیلیں کہ کر مجازی رنگ میں ارشاد
فرمایا ہے لہذا مجاز استعارہ کے طور پر معنی مراد لیا گیا ہے)

اذکار کا بیان

(دعا قبل صلوٰۃ)

اقم الصلوة لدلوك الشمس الى غسق اليل وقرآن الفجر۔ ان قران الفجر كان مشهودا. و من اليل فتهجد به نافلة لك عسى ان يبعثك ربك مقاما محمودا. و قل رب ادخلنى مدخل صدق واخرجنى مخرج صدق واجعل لى من لدنك سلطنا نصيرا. 17/78-80	اے پیغمبر ہمیشہ قائم رکھ قرآنی صلوٰۃ کو وقت ڈھلنے یعنی طرف غروب جانے سورج کے ساتھ پہلے اندھیری رات کے بھی اور (ہمیشہ قائم رکھ) پڑھنا صلوٰۃ فجر کا بے شک پڑھنا صلوٰۃ فجر کا ہے وہ شاہد رکھا ہوا اور بعض حصہ رات میں پس بیدار ہو کر واسطے پڑھنے اس صلوٰۃ کے حالانکہ نفل ہے واسطے تیرے قریب ہے کہ کھڑا کریگا تجھ کو رب تیرا مقام محمود میں اور (اے پیغمبر) کہا کر رب ادخلنى الخ ....

آیات بالا میں اقیم الصلوٰۃ حکم ہے ادا کیا کر صلوٰۃ اور قل رب ادخلنى الخ حکم ہے۔ پڑھا کر رب ادخلنى الخ اس
حکم سے یہ بات تو صاف ثابت ہے کہ دعا رب ادخلنى الخ متعلق صلوٰۃ ہے لیکن یہ دعا خود بھی اس بات کی مقتضی ہے کہ صلوٰۃ میں

داخل ہونے سے پہلے ہی پڑھی جاوے کیونکہ اس دعا میں دو لفظ ہیں ادخلنی اور اخرجنی ان سے ظاہر ہے کہ صلوٰۃ کی دخول اور خروج میں اس دعا کو پڑھنا تحصیل حاصل ہے لہذ النصف النہار کی طرح واضح وروشن ہے کہ صلوٰۃ میں داخل ہونے سے پہلے ہی دعا رب ادخلنی الخ پڑھ لینی ضروری ہے۔

(اور مولا احکم الحاکمین نے قرآن مجید میں صلوٰۃ تہجد کو نافلہ فرمایا ہے لہٰذا صلوٰۃ تہجد فرض نہیں ہو سکتی اس نافلہ صلوٰۃ کو فرض قرار دینا خلاف قرآن مجید ہے)

تکبیر الصلوٰۃ کا بیان

یرید الله بکم الیسره ولا یرید بکم العسر ولتکملوا العدة ولتکبر الله علی ما هدکم ولعلکم تشکرون 2/185	چاہتا ہے اللہ ساتھ تمہارے تمہاری آسانی کو اور نہیں چاہتا وہ اللہ ساتھ تمہارے تمہاری دشواری کو ضرور اس لئے کہ پورا کرو تم مہینہ رمضان کی گنتی کو اور اس لئے کہ بیان کرو تم بزرگی اللہ ایک کی اس لئے کہ اس نے عارف بنایا ہے تم کو اور اس لئے کہ تم خود بیان کرو اچھی صفت یعنی حمد اللہ کی

اس آیت کریمہ میں باوجود تکمیل عدت صیام کے اور یہ بھی ارشاد ہے کہ اللہ نے عارف بنایا ہے تم کو لہٰذا بیان کیا کرو بزرگی اللہ کی اور بیان کیا کرو اچھی صفت یعنی حمد اللہ کی۔ اس ارشاد سے یہ بات بخوبی واضح روشن ہے کہ اللہ مولیٰ ہادی مرشد کی بزرگی اور حمد بیان کرنی ضروری ہے لیکن بزرگی اور حمد بیان کرنے کا حکم بھی متعلق صلوٰۃ ہے جیسا کہ آیات ذیل سے یہ بات ثابت ہے۔

قل ادعوا الله او دعوا الرحمن ایاماً تدعوا فله الاسماء الحسنے ولا تجهر بصلاتك و تخافت بها وابتغ بین ذلك سبیلا. وقل الحمد الله الذی لم یتخذ ولدا ولم یکن له شریك فی الملك ولم یکن له ولی من الذل و كبره تكبیرا 17/111	اے پیغمبر تو کہہ دے یہ کہ پکارو اسم اللہ یا پکارو اسم رحمٰن جونسا کوئی پکارو تو (ثابت ہیں) واسطے اس (اللہ) کے قرآنی نام تمام اور (اے پیغمبر) نہ پڑھا کر بلند آواز سے صلوٰۃ اپنی اور نہ چھپا کر پڑھا کر اس صلوٰۃ اپنی میں اور چاہا کر درمیان اس کے طریقہ پڑھنے کا اور پڑھا کر الحمد للہ الخ.......... ....اور بزرگی بیان کیا کر اس (اللہ) کی بزرگی بیان کرنا اس کی۔

اس ارشاد میں بلند پڑھنے اور چھپا کر پڑھنے کے درمیان طریق سے صلوٰۃ میں اذکار پڑھنے کا حکم ہوا ہے جو کہ وابتغ بین ذالك سبیلا سے ثابت ہے اور حکم ہوا ہے کہ پڑھا کر حمد اللہ کہ قل الحمد الله الخ سے ظاہر ہے اور حکم ہوا ہے کہ بزرگی بیان کیا کر اس اللہ کی جو کہ كبره تكبیرا سے واضح وروشن ہے۔ اس بیان سے بخوبی واضح ہے کہ حمد پڑھنا اور اللہ کی بزرگی بیان کرنا ہر دو صلوٰۃ کے اذکار ہیں۔ اب ان کا صلوٰۃ میں پڑھنے کا محل وموقع قرآن المبین ہی سے پیش کیا جاتا ہے۔

حمد پڑھنے کا محل سجدہ بھی ہے اور قیام بھی جیسا کہ ہر دو مقام میں ظاہر ہو گا انشاء اللہ اور بزرگی بیان کرنے کا محل ابتدا قیام رکوع سجود ہے اس لئے پہلے اسی کا ذکر کیا جاتا ہے کہ اللہ ہادی مرشد نے فرمایا ہے۔

واذکر واسم ربك بکرة واصیلا ومن اللیل فاسجد له وسبحه لیلا طویلا 76/26	(اے پیغمبر) صلوٰۃ یعنی قیام رکوع سجود ادا کیا کر (ساتھ) اسم رب اپنے کے بیچ صبح دن کے اور بیچ پچھلے حصہ دن کے اور رات کو ایک حصہ میں وقت رات کے پس سجدہ کیا کر آگے اس (رب) اپنے کے اور ادا کیا کر وصلوٰۃ یعنی قیام رکوع سجود کو حضور رب اپنے کے بیچ رات لمبی بڑی کے یعنی تہجد کے وقت

اس آیت کریمہ میں اذکر ساتھ معنے صل کے ہے۔ ذکر کا معنی صلوٰۃ کتب لغت میں موجود ہے۔ لغت (قاموس) کے اس بیان سے بین ہے کہ ذکر کا معنی صلوٰۃ ہے اور صلوٰۃ خود مجموعہ قیام رکوع سجود دعا تسبیح کا پہلے ثابت ہو چکا ہے۔ دوسرا لفظ اسم منصوب بہ نزع خافض ہے یعنی با حرف جار اس جگہ حذف ہے اور لفظ ربك مضاف الیہ ہے۔ اس اسم کا تقدیر کلام ہے۔ اذکر باسم ربك یعنی قیام رکوع سجود ادا کیا کر ساتھ اسم رب اپنے کے۔ اس بیان سے ظاہر ہے کہ صلوٰۃ کے قیام رکوع، سجود کو ساتھ اسم رب اپنے کے ادا کرنے کا حکم ہوا ہے۔

فسبح باسم ربك العظیم 56/74-96	(اے پیغمبر) پس صلوٰۃ یعنی قیام رکوع سجود ادا کیا کر ساتھ اسم رب اپنے بزرگ کے

اس آیت میں سبح امر ہے۔ اس کی مصدر تسبیح ہے اور تسبیح کا معنی صلوٰۃ کتب لغت میں مذکور ہے

والتسبیح الصلوٰۃ قاموس	لغت کے اس معنی سے واضح ہے کہ تسبیح کا معنی صلوٰۃ ہے اور بس۔ پس اس جگہ سبح بمعنے صل ہے اور با حرف جار لفظاً مذکور ہے لہٰذا معنی کیا گیا ہے کہ قیام۔ رکوع سجود ادا کیا کر۔ ساتھ اسم رب اپنے بزرگ کے۔ اس بیان سے اظہر من الشمس ہے کہ قیام رکوع سجود کو ساتھ اسم رب اپنے کے ادا کرتے ہوئے اس کی بزرگی بھی بیان کرنی چاہئے۔
سبح اسم ربك الاعلیٰ 87/1	(اے پیغمبر) صلوٰۃ یعنی قیام رکوع سجود ادا کیا کرو (ساتھ) اسم رب اپنے بلند شان کے

اس جگہ بھی سبح بمعنے صل ہے اور اسم منصوب بہ نزع خافض ہے یعنی با حرف جار حذف ہے اس لئے اس جگہ معنے کیا گیا ہے کہ قیام رکوع سجود ادا کیا کر ساتھ اسم رب اپنے بلند شان کے۔

اس حکم سے ثابت ہے کہ قیام رکوع سجود کو ساتھ اسم رب اپنے کے ادا کرتے ہوئے اسکی صفت بزرگی اور صفت بلند شان بھی بیان کرنی چاہئے۔ مذکورہ بالا ہر سہ ارشادات سے ثابت ہو چکا ہے کہ قیام رکوع، سجود کو ساتھ اسم رب اپنے کے ادا کرتے ہوئے اس کی صفت بزرگی اور صفت بلند شان کرنی ضروری ہے۔ اب وہی یہ بات کہ رب کا اسم مبارک قیام رکوع سجود کے پہلے ذکر کرنا چاہئے یا پیچھے اس کا بیان ارشاد ذیل سے ظاہر ہے۔

قد افلح من تزکی و ذکر اسم ربه فصلی +++ ان هذا لفی الصحف الا ولی صحف ابراهیم و موسیٰ 87/14-19	تحقیق نجات پائی اس شخص نے جو پاک ہوتا ہے (غیر اللہ کے حکم سے) اور ذکر کرتا ہے اسم رب اپنے کا پھر قیام رکوع سجود ادا کرتا ہے +++ بیشک یہ مذکورہ بالا احکام البتہ تمام پہلی کتابوں میں کتب ابراہیم اور موسیٰ میں ہیں۔

و ذکر اسم ربه فصلی میں حرف فا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ قیام رکوع سجود کے پہلے ہی رب کا اسم مبارک ذکر کرنا چاہئے۔ اب ذیل میں مذکورہ بالا تعلیم کے مطابق ذکر تکبیر قرآن مجید سے ہی پیش کیا جاتا ہے جو خود رب العلمین نے اپنے اسم مبارک کے ساتھ صفت بزرگی اور صفت بلند شان کو قرآن مجید میں ایک جگہ مساوٰ موجود و مذکور فرمایا ہوا ہے اور وہ یہ ہے

ان الله کان علیا کبیرا 4/32

یہ قرآنی تکبیر سب سے اول نمبر بالکل صحیح و درست کامل و مکمل تکبیر ہے۔ اس لئے کہ اس کے پہلے انّ مکسورہ مشدد موجود و مذکور ہے۔ اہل علم پر مخفی نہیں کہ ان مکسورہ مشددہ کلام کے ابتدا میں ہی آیا کرتا ہے لہٰذا بذریعہ ان الله کانَ علیا کبیراo کے ابتدا کرنا بالکل صحیح ہے۔ انّ مکسورہ مشددہ برائے ابتدا چاہتا ہے۔ اسم منصوب اور خبر مرفوع۔ اللہ اسم ذات واجب الوجود منصوب لفظاً بعامل لفظی اسم انّ کا۔ کان فعل ناقصہ چاہتا ہے۔ اسم مرفوع اور خبر منصوب ضمیر هو مرفوع متصل مستتر راجع بسوے اسم کبریائی اسم کان کا علیا منصوب لفظاً خبر اول کبیرا خبر ثانی کان بااسم و ہر دو خبر جملہ فعلیہ خبریہ صغریٰ محلاً مرفوع خبر انّ کی۔ انّ بااسم و خبر جملہ اسمیہ کبرا ے ابتدائیہ ہوا پس ان الله کان علیاً کبیرا جملہ ذوالوجہین پوری کلام ہے۔ ابتدا کیلئے حجت تمام ہے۔

اذکارِ قیام کا بیان

حافظو علی الصلوت والصلوٰة الوسطی وقومواء لله قانتین فان خفتم فرجالا اورکباناo فاذا امنتم فاذکروا الله کما علمکم مالم تکونوا تعلمونo 2/228.	نگہبانی کیا کرو تم اوپر قرآنی صلوٰت کے خصوصاً صلوٰۃ وسطیٰ کے خاص کر قیام کیا کرو تم واسطے اللہ کے دعا کرنیوالے ہو کر پھر اگر خوف کرو تم (کسی کا) (تو دعا کر لیا کرو) پیادے چلتے ہوئے یا سواری پر چلتے ہوئے پیچھے خوف کے جب بے خوف ہو جاؤ تم تو صلوٰۃ ادا کیا کرو تم اللہ کے حضور میں جس طرح اس (اللہ) نے تعلیم دی ہے تم کو وہ تعلیم قرآنی جس کو نہیں تھے تم خود جانتے

یہ مقام قرآن کریم کا پہلے بھی دو دفعہ نقل ہو چکا ہے۔ اب اس جگہ خصوصاً نقل کیا جاتا ہے۔ اس لئے کہ اس میں ایک لفظ قانتین اس کی نسبت کچھ ذکر کرنا ضروری ہے۔ پہلے اس کی لغت پیش کی جاتی ہے۔

قنوت بالضم فرمانبرداری کردن منه قوله تعالی قانتین و القانتات خاموش بودن و بازماندن از سخن داستاں در نماز و دعا منتهی الارب	قنوت بالضم کا(معنی ہے) فرمانبرداری کرنی اس سے ہے۔ قول اللہ تعالیٰ کا القانتین و القانتات. اور خاموش رہنا اور کلام سے رک رہنا اور قیام کرنا صلوٰۃ میں اور دعا

لغت کی اس عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ قنوت کا معنی دعا ہے۔ اس معنی کے علاوہ فرمانبرداری اور خاموش رہنے اور کلام سے رک رہنے اور صلوٰۃ میں قیام کرنے کے معنی بھی ہیں لیکن اس جگہ قومو لله قانتین میں سوائے دعا کے دوسرا کوئی معنی ہرگز نہیں ہو سکتا کیونکہ قانتین حال ہے۔ قومو سے اس جگہ فرمانبرداری کا معنی اس لئے نہیں ہو سکتا کہ قوموا خود بذاتہ فرمانبرداری ہے اور خاموش رہنا اور کلام سے رک رہنا بھی ہرگز نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جو حکم ہوا ہے۔ فاقروما تیسر من القران یعنی پڑھ لیا کرو۔ اسی قدر جو میسر فی القرآن ہے۔ اس حکم کے خلاف ہے۔ بلکہ لفظ صلوٰۃ بھی بذاتہ ان معنوں کو قبول نہیں کرتا۔ کیونکہ اس کا معنی قیام رکوع سجود دعا تسبیح ہے اور صلوٰۃ میں قیام کرنا بھی اس جگہ مراد ہرگز نہیں ہو سکتا اس لئے کہ قوموا اس جگہ خود قیام صلوٰۃ ہے۔ لہذا تحصیل حاصل ہے پس قوموا لله قانتین کا معنی قیام کیا کرو تم واسطے اللہ کے دعا کرنے والے ہو کر بالکل صحیح درست ہے۔ عین مقتضی مقام کے مطابق ہے۔ دیگر آیات کے جو ذیل میں پیش کی جاتی ہیں۔

واقیمو وجوهکم عند کل مسجد وادعوه مخلصین له الدین. 7/29	اور کھڑا کیا کرو تم اپنے وجودوں کو نزدیک ہر وقت سجدہ صلوٰۃ اور دعا کیا کرو تم اس اللہ کے حضور میں خالص کرنے والے ہو کر واسطے اس کی توحید

اس ارشاد میں بھی قیام صلوٰۃ میں دعا کرنے کا حکم ثابت و بین ہے

وادعوه خوفا و طمعاً. ان رحمة الله قریب من المحسنین. 7/56	اور دعا کیا کرو تم اللہ کے حضور خوف اللہ کی حالت اور طمع رحمت کی حالت میں بیشک رحمت اللہ کی نزدیک ہے واسطے تمام محسنین کے

اس فرمان سے بخوبی واضح و روشن ہے کہ اللہ کے حضور میں حالت خوف و طلب رحمت میں دعا ہی ہونی چاہئے

ولله الا سماء الحسنی فادعوه بها 7/180	اور (موجود ہیں) واسطے اللہ کے قرآنی نام تمام نیک تر پس دعا کیا کرو تم اس اللہ کے حضور میں بذریعہ ان اسماء حسنیٰ کے

اس حکم سے بخوبی واضح اور روشن ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں بذریعہ اسماء حسنیٰ کے دعا کرنی چاہیے

هوالحی لا اله الا هو فادعوه مخلصین له الدین الحمد لله رب العلمین، 40/65	وہ اللہ ازلی ابدی زندہ ہے نہیں کوئی معبود یعنی لائق فرمانبرداری کے غیر اس (اللہ) کے پس دعا کیا کرو تم اس اللہ کے حضور میں خالص کرنیوالے ہو کر واسطے اس کے اس کی توحید (ساتھ) الحمد لله رب العلمین

اس جگہ ادعوا کا مفعول ثانی الحمد لله رب العلمین جملہ ہے جو محلاً منصوب بہ نزع خافض ہے کیونکہ ادعوا کا مفعول ثانی ساتھ باحرف جار کے آتا ہے۔ پس اس فرمان ربی میں سورۃ الحمد کی طرف اشارہ ہے کیونکہ سورہ الحمد میں حمد بھی ہے اور دعا بھی ہے۔ لہٰذا بذریعہ الحمد کے دعا کرنے کا حکم ہوا ہے۔

قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الهکم اله واحدة فاستقیموا الیه واستغفروه. 41/6	اے پیغمبر کہدے تو کہ سوائے اس کے نہیں کہ میں بشر مثل تمہارے ہوں حال یہ ہے کہ بھیجا جاتا ہے طرف میری یہ کہ سوائے اس کے نہیں کہ الہ تمہارا الہ واحد ہے۔ پس قیام کرو تم واسطے اس الہ اپنے کے اور بخشش مانگا کرو تم اس کے حضور میں۔

اس آیت کریمہ میں روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ اللہ مولے کریم کے حضور میں کھڑے ہو کر دعا استغفار کرنی ضروری ہے۔

واصبر لحکم ربك فانك باعینا وسبح بحمد ربك حین تقوم من الیل فسبحه وادبار النجوم52/49	اور (اے پیغمبر) ثابت قدمی ہمیشہ اختیار کیے رہو تو واسطے حکم رب اپنے کے کیونکہ بیشک تو ہے بیچ نگاہوں ہماری کے خصوصاً تسبیح بیان کیا کر تو ساتھ حمد رب اپنے کے وقت معین میں جس وقت قیام کرے تو عموماً ایک حصہ میں وقت رات کے پس صلوٰۃ ادا کیا کر تو اس میں اور (صلوٰۃ ادا کیا کر تو) بیچ پیٹھ پھیر دینے جنس ستاروں کے یعنی وقت صبح کے اور وقت طرف غروب جانے سورج کے۔

سبح بحمد ربك حین تقوم میں حین تقوم ظرف ہے۔ سبح سے جس سے بدرجہ حق الیقین ثابت ہے کہ قیام صلوٰۃ کی حالت میں تسبیح حمد کا پڑھنا ضروری ہے۔ ومن الیل فسبحه وادبار النجوم میں سبح سے پوری صلوٰۃ مراد ہے بطور عطف عموم بر خصوص کیونکہ حین تقوم میں صلوٰۃ کے خصوصاً حکم فرمایا گیا ہے اور ومن الیل میں من بعضیہ ہے جس سے ایک حصہ رات کا مراد ہے اور ادبار النجوم میں الف لام جنسی ہے پس بلحاظ جنس کے سورج بھی ستاروں میں شامل ہے۔ ستاروں کے پیٹھ پھیر دینے سے صبح کا وقت مراد ہے اور سورج کے پیٹھ پھیر دینے سے مراد ہے درمیان آسمان سے پھر کر طرف غروب جانا سورج کا۔ پس اس ارشاد میں بھی تین وقت بین ہیں

فسبح بحمد ربك واستغفره. 110/3	پس (اے پیغمبر) تسبیح بیان کیا کر تو ساتھ حمد رب اپنے کے اور بخشش مانگا کر تو اس کے حضور میں

اس ارشاد میں بھی تسبیح حمد و استغفار کا تاکیدی حکم ہے۔ پس تسبیح حمد اور استغفار کا قیام میں خاصۃً حکم ہے۔

خلاصہ آیت نمبر (1)، قوموا لله قانتین سے اور آیت نمبر (2)، واقیموا وجوهکم سے قیام صلوٰۃ میں عموماً دعا کرنے کا حکم ثابت ہے آیت نمبر (3)، میں ادعوه خوفا و طمعا سے بحالت خوف اور طلب رحمت دعا کرنیکا حکم ظاہر ہے آیت نمبر (4)، ولله الا سماء الحسنی فادعوه بها میں بذریعہ اسما حسنیٰ کے دعا کرنے کا ارشاد ہے۔ اور آیت نمبر (5)، فادعوه

مخلصين له الدين الحمد الله رب العلمين هيں بذریعہ سورہ الحمد کے دعا کرنے کا فرمان ہے پھر آیت نمبر (6)،فاستقیموا الیه واستغفروہ ہیں اور آیت نمبر (7)،سبح بحمد ربك حين تقوم میں قیام صلوٰۃ یعنی تسبیح حمد اور استغفار بیان کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور آیت نمبر (8)، فسبح بحمد ربك واستغفرہ میں بھی تسبیح حمد اور استغفار کا حکم قیام صلوٰۃ کے متعلق ہی تاکیدی حکم ہے کیونکہ استغفار کا قیام میں حکم دیا گیا ہے جو کہ فاستقیموا الیه واستغفروہ سے ثابت ہے کہ اللہ غفور رحیم نے مومنین و مومنات کیلئے بھی بخشش مانگنے کا حکم دیا ہے۔ جیسا آیات ذیل سے ظاہر ہے۔

فاعلم انه لا اله الا اللة واستغفر لذنبك وللمومنين والمومنات. والله يعلم منقلبكم و مثوٰلكم. 47/19	پس (اے پیغمبر) جانتے رہو تو شان یہ ہے کہ نہیں کوئی معبود یعنی لائق فرمانبراری کے غیر اللہ کے اور بخشش مانگا کر تو واسطے ناروا کام اپنے کے اور واسطے ان مردوں کے جو راہ راست کو قبول کرنیوالے ہیں اور واسطے ان عورتوں کے جو راہ راست کو قبول کرنیوالی ہیں۔ بیشک اللہ خود جانتا ہے پھرنے یعنی جانے آنے کی جگہ تمہاری اور اوتار اکرنے یعنی رہنے کی جگہ تمہاری کو

حاشیہ : ذنب. کار ناروامنتهى الارب. والله يعلم میں واو زائدہ صلہ موکدہ ہے

مذکورہ آیت کریمہ میں جو حکم ہوا ہے اس کے مطابق مومن مردوں اور مومنہ عورتوں کیلئے بھی بخشش مانگنی ضروری ہے۔

اس بیان بالا سے ظاہر ہے کہ اللہ مولیٰ کے حضور قیام صلوٰۃ دعا کرنے کا حکم ہوا ہے۔ خاص کر اسما حسنی تسبیح حمد استغفار کا حکم ہوا ہے۔ اس کے بعد وہ آیات بینات پیش کی جاتی ہیں۔ جن میں اس مضمون کے متعلق جملہ مومنین کی عملی طرز کا بیان ہے جیسا کہ اللہ ہادی مرشد نے ارشاد فرمایا۔

والمستغرين بالاسحار. 3/17	اور وہ شخص جو بخشش مانگنے والے ہیں بیچ وقت سحریوں کے یعنی صلوٰۃ تہجد میں
ان المتقين في جنت و عيون اخذين ما اتهم ربهم انهم كانوا قبل ذالك محسنين كانوا قليلا من اليل ما يهجعون وبا لا سحار هم يستغفرون 51/15-16	بیشک وہ شخص جو پرہیز کرنیوالے ہیں غیر اللہ کے حکم سے (داخل ہونگے) بیچ باغوں بہشت کے اور چشموں بہشت کے حالانکہ وہ پکڑنے والے ہیں اس کو جو دیگا ان کو رب ان کا بیشک وہ غیر اللہ کے حکم سے پرہیز کرنیوالے خود ہیں پہلے اس دخول جنت سے احسان کرنیوالے حالانکہ ہیں وہ تھوڑا سا وقت رات سے خود سوجاتے اور بیچ وقت سحریوں کے یعنی صلوٰۃ تہجد میں وہ خود بخشش مانگتے ہیں۔

اس ارشاد سے ظاہر ہے کہ متقین محسنین بوقت سحر تہجد کی صلوٰۃ میں بھی استغفار پڑھتے ہیں۔

3) والذين يبيتون لربهم سجدا وقياما والذين يقولون ربنا اصرف عنا عذاب جهنم ان عذابها كان غراما. انها ساءت مستقرا و مقاما. 25/65-66	عبادالرحمٰن وہ شخص ہیں جو ہوتے ہیں واسطے رب اپنے کے سجدہ صلوٰۃ کرنیوالے اور قیام صلوٰۃ کرنے والے اور وہ شخص جو کہتے ہیں۔ ربنا اصرف الخ..................

اس ارشاد سے ثابت ہے کہ عبادالرحمٰن صلوٰۃ کا سجدہ اور قیام کرتے ہیں اور پڑھتے ہیں۔ دعا۔ ربنا اصرف عنا عذاب جنهم الخ

4) امن هو قانت اناء اليل ساجدا و قائماً يحذرالاخرة و يرجوه رحمة ربه. 39/9	کیا وہ شخص جو دعا کرنے والا ہے۔ صلوٰۃ کی رات کی گھڑیوں میں حالانکہ وہ سجدہ صلوٰۃ کرنے والا ہے اور قیام صلوٰۃ کرنیوالا ہے حالانکہ وہ دعا کرنے والا ڈرتا ہے دار البقا سے اور وہ امیدوار ہے رحمت رب اپنے کی کا (اس کے برابر ہو سکتا ہے) جو ایسا نہیں کرتا۔

اس ارشاد سے بیّن ہے کہ آخرت سے ڈرنے والا اور اللہ کی رحمت کا امیدوار شخص سجدہ اور قیام صلوٰۃ کی حالت میں دعا کرتا ہے۔

5) الذين يحملون العرش و من حوله يسبحون بحمد ربهم و يومنون به ويستغفرون للذين امنو ربنا و سعت كل شيء رحمةً و علماً فاغفرللذين تابو و اتبعو سبيلك وقهم عذاب الجحيمo ربنا وادخلهم جنت عدن ن التى وعدت لهم و من صلح من ابائهم وازواجهم وذرياتهم انك انت العزيز الحكيم o وقهم السيات ومن تق السيات يومئذ فقد رحمة. وذلك هوا لفوز العظيم o 40/7-9	وہ شخص جو حامل ہوتے ہیں اللہ کی بادشاہت یعنی کتاب اللہ کے اور وہ شخص جو (ہوتے ہیں) گرداگرد اس کتاب اللہ کے وہ تسبیح بیان کرتے ہیں ساتھ حمد رب اپنے کے اور اظہار خشوع کرتے ہیں اس رب اپنے کے حضور میں اور وہ بخشش مانگتے ہیں واسطے ان شخصوں کے جنہوں نے اللہ کی شریعت کو قبول کر لیا ہے (کہتے ہیں) ربنا وسعت کل شی رحمة وعلما فاغفر. الخ..................

اس ارشاد میں حاملان کتاب اللہ سے رسل انبیاء سلام علیہم مراد ہیں اور اس کے گرداگرد سے دیگر مومنین مراد ہیں۔
پس جملہ رسل سلام علیہم اور مومنین کا اللہ کے حضور میں تسبیح حمد بیان کرنا اور اظہار خشوع والی دعا پڑھنا اور مومنین کیلئے دعا بخشش کرنا۔ قرآن المبین سے صریح طور پر ثابت ہے اور وہ دعا استغفار جس کا مومنین کیلئے پڑھنے کا حکم ہے اس جگہ مہیا و مذکور فرمائی گئی ہے اور یہ بیان ان احکام کے مطابق ہے جو نمبر 9 تک مذکور ہوئے ہیں۔ لہٰذا یہ قیام ہی کے اذکار ہیں۔

اس بیان سے نصف النہار کی طرح ظاہر ہے کہ جملہ رسل انبیاء و سلام علیھم عبادالرحمٰن مومنین متقین کی سنت اور عملی نمونہ یہی ہے کہ وہ اللہ مولیٰ کے حضور میں حاضر ہو کر دعا کیا کرتے تھے اور محمد رسول اللہ سلام علیہ کا عمل اور سنت بھی یہی ہے۔ جیسا کہ ارشاد ذیل سے ثابت ہے۔

1)وان المسجد لله فلا تدعوا مع الله احدا o وانه لما قام عبدالله يدعوه 72/18-19	اور بیشک قرآنی صلوٰت خالص) واسطے اللہ کے ہیں لہٰذا مت دعا کیا کرو تم ساتھ اللہ کے کسی ایک کو کیونکہ بیشک شان یہ ہے کہ جب قیام کیا بندے اللہ کے نے دعا کرتا ہے وہ بندہ اللہ کا اور اس (اللہ) کے حضور میں۔

اس ارشاد سے بدرجہ عین الیقین ثابت ہے کہ اللہ مولیٰ علیم خبیر نے قرآن مجید میں اپنے بندے کا عملی نمونہ بتلایا ہے۔ یہ کہ اللہ کے بندے محمد رسول اللہ سلام علیہ نے جب قیام صلوٰۃ کیا ہے دعا کرتا ہے۔ اس (اللہ) کے حضور میں۔ پس روز روشن سے بڑھ کر ظاہر ہے کہ قیام صلوٰۃ میں دعا کرنا پیغمبر سلام علیہ کا عمل ہے اور یہی سچی سنت ہے اور مقتضی حال کے مطابق ہے۔ اس سچی سنت کو ترک کرنا اور قیام صلوٰۃ میں عام قرآن پڑھنا خلاف قرآن ہے اور خلاف نبی سلام علیہ ہے اور اللہ مولیٰ کی رضا کے غیر مطابق ہے اور مقتضی مقام کے ناموافق ہے۔

آیات بالا مذکورات سے بخوبی واضح و روشن ہے کہ اللہ احکم الحاکمین نے اسماالحسنی التسبیح حمد استغفار وغیرہ دعائیں قیام میں پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ لہٰذا اسماحسنی حمد استغفا وغیرہ دعائیں قیام میں لازم ہیں اور فاقروا ما تيسر من القرآن کے مطابق سب کے سب اذکار قرآن مجید ہی سے پڑھنے فرض ہیں لیکن جن اذکار کو اللہ مولیٰ نے خاص کیا ہے وہ خاص ہیں۔ اور جن کو عام کیا ہے وہ عام ہیں۔ اللہ تعالیٰ خالق مالک ہادی مرشد غفور رحیم کے حضور میں کھڑے ہو کر اس کی تسبیح حمد کہنا اور اس کے آگے دعا کرنا مقتضی حال کے مطابق ہے اور اس کے حضور میں حاضر ہو کر عام قرآن پڑھنا مقتضی مقام کے ناموافق ہے۔

ماتحت آیات بالا مذکورات کے قیام کے اذکار اسماحسنی تسبیح حمد استغفار وغیرہ دعائیں قرآن کریم ہی سے ذیل میں تحریر کی جاتی ہیں۔ بعد دعا رب ادخلنی الخ اور تکبیر کے

قبل صلوٰۃ : بسم الله الرحمن الرحيم o رب ادخلني مدخل صدق واخرجني مخرج صدق واجعل لي من لدنك سلطانا نصيرا 17/80

تکبیر صلوٰۃ : ان الله كان عليا كبيرا 4/34

اذکار قیام صلوٰۃ : هوالله الذى لا اله الا هو. عالم الغيب والشهادة. هو الرحمن الرحيمo هو الله الذى لا اله الا هو. الملك القدوس السلام المومن المهيمن العزيز الجبار المتكبر. سبحان الله

عما يشركونO هوا الله الخالق البارى المصور له الا سماء الحسنى يسبح له ما فى السموات والارض وهوالعزيز الحكيمO 5/22 بسم الله الرحمن الرحيمO الحمد لله رب العلمين O الرحمن الرحيم O مالك يوم الدين O اياك نعبدو اياك نستعين O اهدنا الصراط المستقيم O صراط الذين انعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالينO ربنا اتنا فى الدنيا حسنة و فى الاخرة حسنة وقنا عذاب النارO سمعنا و اطعنا غفرانك ربنا و اليك المصيرOربنا لا تواخذنا ان نسينا او اخطانا ربنا ولاتحمل علينا اصراً كماحملته على الذين من قبلنا ربنا و لا تحملنا مالا طاقة لنا بهO واعف عنا واغفرلنا وارحمنا انت مولانا فانصرنا على القوم الكافرينO ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ هديتنا و هب لنا من لدنك رحمة. انك انت الوهابO ربنا انك جامع الناس ليوم لا ريب فيه. ان الله لا يخلف الميعادO ربنا اننا امنا فاغفرلنا ذنوبناوقنا عذاب النارO ربنا اغفرلنا ذنوبنا واسرافنا فى امرنا و ثبت اقدامنا وانصرنا على القوم الكفرينO ربنا افرغ علينا صبرا و توفنا مسلمينO ربنا امنافاغفرلنا وارحمنا و انت خير الراحمينO رب اغفر وارحم وانت خير الرحمينO ربنا اصرف عنا عذاب جهنم ان عذابها كان غراماO انها ساء ت مستقر وو مقاماO ربنا وسعت كل شى رحمة و علماً فاغر للذين تابوا و اتبعوا سبيلك و قهم عذاب الجحيمO ربنا وادخلهم جنت عدن التى وعدتهم ومن صلح من ابائهم وازواجهم و ذريتهم انك انت العزيز الحكيم. وقهم السيات و من تق السيات يوميذ فقد رحمته و ذلك هو الفوز العظيمO

اذ کار رکوع کا بیان

اللہ مولاہادی مرشد نے بذریعہ محمد رسول اللہ سلام علیہ کے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا

(1) الا تعبدوا الا الله اننى لكم منه نذير و بشير O وان استغفروا ربكم ثم توبو اليه. 11/2, 3	عموماً حکم یہ ہے کہ مت فرمانبرداری کرو تم (کسی کی) سوائے (اللہ کے) بیشک میں واسطے تمہارے اس (اللہ) کی طرف سے ڈر سنانے والا ہوں دوزخ کا اور خوشخبری دینے والا ہوں جنت کی۔ خصوصاً حکم یہ ہے کہ بخشش مانگا کرو تم حضور رب اپنے کے پھر رجوع بیان کیا کرو تم طرف اس (رب) اپنے کی۔

اس مذکورہ بالا ارشاد میں الا تعبدو حکم عموم ہے۔ اس کے بعد بطور عطف خصوص برعموم و ان استغفرو ربكم ثم توبو اليه مذکور ہوا ہے۔ یہ دو حکم ہیں۔ ایک استغفروا۔ اور دوسرا توبوا اور ثم حرف عطف برائے ترتیب درمیان میں موجود ہے۔ ثم کی ترتیب سے ظاہر ہے کہ ہر دو حکم جس ترتیب سے مذکور ہیں اسی ترتیب پر ان ہر دو حکموں کی تعمیل ضروری ہے۔ اس مضمون کی مانند پارہ ماباراں رکوع 5, 6, 8 میں بھی ارشاد مذکور ہے۔ پہلا حکم ہے استغفرو ربكم یعنی استغفار کیا کرو۔ تم اپنے

رب کے حضور میں۔ اس دعا استغفار کا قیام صلوٰۃ میں پڑھنے کا حکم اذکار قیام کے بیان میں ثابت ہو چکا ہے۔ اب رہا دوسرا حکم ثم توبو الیہ یعنی استغفار کے بعد پھر رجوع الی اللہ بیان کیا کرو تم چونکہ ثم ترتیب اور تراخی پر دال ہے للذا استغفار قیام کے بعد رجوع الی اللہ بیان کرنے کا رتبہ دو درجہ رکوع ہی میں ہے کیونکہ اللہ مولی کے حضور میں حاضر ہو کر قیام صلوٰۃ دعا استغفار کرینگا اور رکوع میں رجوع الی اللہ بیان کرنے کا حکم عملی رنگ میں ارشاد فرمایا گیا ہے جو کہ ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔

(2) وظن داود انما فتنه فاستغفر ربه و خر راكعا و اناب 38/24	اور جان لیا داؤد نے سوائے اس کے نہیں کہ اختلاف رائے کیا۔ ہم نے اس سے پھر دعا استغفار کی اس نے اپنے رب کے حضور میں اور گر گیا رکوع صلوٰۃ کی حالت میں اور رجوع الی اللہ بیان کیا اس نے۔

اس جگہ فاستغفر ربه خر راكعا و اناب میں خر صیغہ ماضی فعل انتقالیہ ہے یعنی ایک حالت سے دوسری حالت میں جانا کیونکہ خر کا معنی ہے بلندی سے پستی کی طرف گر جانا۔ پس گرنے سے پہلے حالت بلندی یعنی قیام کا ہونا لازم ہے۔ بغیر قیام کرنے کے رکوع میں گرنا ناممکن ہے۔ لہذا اس جگہ خر کے پہلے حالت لازمانذکورہ موجود ہے اور خر کے بعد حالت اطمینانی راکعا لفظا مذکور ہے۔ پس بعبارت واضح قرآن مجید سے ثابت ہے کہ داؤد رسولؑ نے قیام صلوۃ کی حالت میں دعا استغفار پڑھی اور رکوع صلوٰۃ کی حالت میں نیابت یعنی رجوع الی اللہ بیان کیا۔ اس بیان سے بدرجہ عین الیقین ثابت ہے کہ فاستغفر ربه و خر راكعاً و اناب میں قیام اور رکوع ہر دو فعل صلوٰۃ کے مع اپنے اذکار کے موجود ہیں۔ آیت نمبر 1 و ان استغفروا ربکم سے رب کے حضور میں حاضر ہو کر استغفار یعنی بخشش مانگنے کا حکم ثابت ہے پھر اس کے بعد ثم توبوا الیہ سے توبہ یعنی رجوع الی اللہ بیان کرنے کا حکم ظاہر ہے اور آیت نمبر 2 میں فاستغفر ربه و خر راكعاً و اناب سے قیام میں استغفار یعنی بخشش مانگنا اور رکوع میں انابت یعنی رجوع الی اللہ بیان کرنا داؤد رسول اللہ سلام علیہ کا طریق عمل بین ہے۔ اللہ مولیٰ ہادی مرشد نے پارہ 7 رکوع 16 میں رسل انبیا سلام علیہم کا نام بنام ذکر فرما کر ارشاد کیا ہے۔ اولئك الذين هدى الله فبهدهم اقتده یعنی یہ مذکورہ رسول وہ شخص ہیں جن کو طریق راست کا عارف کیا ہے۔ اللہ نے پس (اے پیغمبر) ان رسولوں کے طریق راست کی اقتدا یعنی پیروی کیا کر۔ اس حکم سے ثابت ہے کہ جملہ رسولوں کے طریقے کی پیروی کرنی ضروری ہے۔ پس داؤد رسول اللہ سلام علیہ من جملہ رسولوں کے ہے اور قیام استغفار اور رکوع میں انابت کرنا اس کا طریق عمل ہے۔ پس فبهداهم اقتده کے مطابق قیام میں استغفار اور رکوع میں انابت یعنی رجوع الی اللہ بیان کرنا ضروری ہے اور حکم ہوا ہے و اتبع سبيل من اناب الى یعنی پیروی کیا کر طریق اس شخص کی جس نے انابت کی طرف میری اس حکم کے مطابق بھی رکوع میں انابت کرنی ضروری ہے۔

خلاصہ و ان استغفروا ربكم ثم توبو االيه میں لفظ ثم ترتیب پر دلالت کرتا ہے جس سے ثابت ہے کہ استغفار یعنی بخشش مانگنے کا حکم پہلے ہے پھر توبہ یعنی رجوع الی اللہ بیان کرنے کا حکم اس کے بعد ہے۔ اس کی تعمیل سوائے صلوۃ کے نہیں

ہو سکتی۔ کیونکہ قرآن مجید میں توبہ کے بعد بخشش کا وعدہ ہے جیسا کہ ارشاد ہے فمن تاب من بعد ظلمه و اصلح فان الله یتوب الیه ان الله غفور رحیم5/39 اور انه من عمل منکم سوء بجهالة ثم تاب من بعده واصلح فانه غفور رحیم6/54 اور فاغفر الذین تابو و اتبعوا سبیلك و قهم عذاب الجحیم40/7ان آیات سے ثابت ہے کہ توبہ پہلے ہو تو اس کے بعد بخشش ہے اور یہ برعکس ہے ان استغفروا ربکم ثم توبو الیه کے پس آیت ما نحن فیه واستغفروا ربکم ثم توبوا الیه پر عمل صرف حالت صلوٰۃ میں ہی ہو سکتا ہے یعنی قیام کی حالت میں استغفار اور رکوع کی حالت میں رجوع الی اللہ والی دعائیں پڑھی جاویں۔ اسی طرح کی عملی شہادت مطابق لقد کان لکم فی رسول الله اسوة حسنة 23/21 کے فاستغفر ربه خر راکعا و اناب میں میاد موجود فی القرآن ہے۔ مومن باللہ مسلم اہل الذکر والقرآن کا جس پر ایمان ہے۔ پس اسماحسنی تسبیح حمد استغفار وغیرہ دعاؤں کی طرح رجوع الی اللہ بیان کرنے کے اذکار بھی میاد موجود فی القرآن ہیں۔ ان کو ذیل میں تحریر کیا جاتا ہے۔

اذکار رکوع

رب اوزعنی ان اشکر نعمتك التی انعمت علی وعلی والدی وان اعمل صالحا ترضه واصلح لی فی ذریتی انی تبت الیك و انی میں المسلمین6/15 ربنا علیك توکلنا و الیك انبنا والیك المصیر. ربنا لا تجعلنا فتنة للذین کفروا واغفرلنا ربنا. انك انت العزیز الحکیم60/4-5

اذکار سجدہ کا بیان

(1) فسبح بحمد ربك وكن من الساجدین 15/98	اے (پیغمبر) تسبیح بیان کر ساتھ حمد رب اپنے کے اور ہو تو ان شخصوں میں سے جو سجدہ کرنے والے ہیں۔
(2) لا تطعه واسجدو اقترب 96/95	مت فرمانبرداری کر تو اس خطاکار کی اور سجدہ کیا کر تو اور قرب حاصل کیا کر تو

مذکورہ بالا آیت نمبر (1) میں فسبح بحمد ربك و كن من الساجدین ہر دو جملے معطوف علیہ اور معطوف آپس میں سابق لاحق نہیں ہیں بلکہ مصاحب و موافق ہیں۔ اس جگہ تسبیح حمد اور سجدہ ایک ہی وقت میں محکوم ہیں کیونکہ ذیل کی آیات بینات سے اسی طرح ثابت ہے۔ پس سجدہ میں تسبیح حمد بیان کرنا ضروری ہے اور مثل مذکورہ آیت (1) کی آیت نمبر (2) میں بھی اسجدو اقترب میں ہر دو جملے عطف میں مصاحب و موافق ہیں۔ کیونکہ سجدہ خود قرب ہی قرب ہے۔ پس جو شخص اللہ مولیٰ کے حضور میں سربسجود ہو کر زاری و خشوع نہیں کرتا وہ قرب مولیٰ ہرگز حاصل نہیں کر سکتا۔

اب اذکار سجدہ کے متعلق ذیل میں وہ آیات پیش کی جاتی ہیں جن میں رسل انبیاء عباد الرحمٰن جملہ مومنین کا طریق

عمل بیان ہے جیسا کہ اللہ ہادی مرشد نے اپنی لاریب کتاب میں ارشاد فرمایا ہے۔

(3) ان الذین عند ربك لا یستکبرون عن عبادته و یسبحونه وله یسجدون 7/28	بیشک وہ شخص (جو ہیں) نزدیک رب تیرے کے نہیں وہ گردن کشی کرتے اس تیرے رب کی فرمانبرداری سے خصوصاً وہ تسبیح بیان کرتے ہیں۔ اسی رب تیرے کے حضور میں حالانکہ واسطے اس رب تیرے کے سجدہ کرتے ہیں

اس ارشاد سے واضح ہے کہ جو شخص اللہ مولٰی کے مقرب ہیں ۔ وہ اس کی فرمانبرادی سے گردن نہیں پھیرتے خصوصاً وہ تسبیح کرتے ہیں اس کے حضور میں اس کے آگے سر بسجود ہو کر۔

(4) انما یومن بایتنا الذین اذا ذکروا بها خروا سجدا و سجوا بحمدربهم وهم لایستکبرون تتنجا فی جنوبهم عن المضاجع یدعون ربهم خوفاً و طمعا و مما رزقنهم ینفقون.32/15	سوائے اس کے نہیں کہ اظہار خشوع کرتے ہیں۔ ساتھ آیات ہماری کے وہ شخص کہ جس وقت یاد دلائے جاتے ہیں۔ (ہماری) ساتھ ان آیات ہماری کے وہ گر جاتے ہیں۔ سجدہ صلوٰۃ کی حالت میں اور تسبیح بیان کرتے ہیں ساتھ حمد رب اپنے کے حالانکہ وہ نہیں خود بڑائی دکھائے اٹھائے جاتے ہیں۔ پہلو یعنی کروٹیں ان کی۔ ان کی خوابگاہوں سے وہ دعا کرتے ہیں۔ رب اپنے کے حضور میں خوف رب کی حالت میں اور طلب رحمت کی حالت میں اور بعض اس مال کا جو دیا ہم نے انکو وہ خرچ کرتے ہیں۔

اس ارشاد سے نصف النہار کی طرح واضح و روشن ہے کہ جو شخص اظہار خشوع کرتے ہیں ساتھ آیات اللہ کے یعنی صلوٰۃ پڑھتے ہیں جس وقت میں وہ اللہ کی یاد دلائے جاتے ہیں ساتھ آیات اللہ کے وہ سجدہ صلوٰۃ کی حالت میں تسبیح بیان کرتے ہیں جو کہ خرو سجدا و سبحوا بحمدربهم سے ظاہر ہے۔ اب ذیل میں قرآن مجید کا وہ مقام پیش کیا جاتا ہے جس میں تسبیح حمد سجدہ کے تحت میں میعاد موجود ہے۔ جیسا کہ اللہ ہادی مرشد نے محمد رسول اللہ سلام علیہ کو مخاطب فرما کر ارشاد کیا ہے۔

(5)قل امنوا به اولا تومنو ان الذين اوتوا العلم من قبله اذا تتلى عليهم يخرون للاذقان سجدا و يقولون سبحن ربنا ان كان وعد ربنا لمفعولا. و يخرون للاذقان يبكون و يزيدهم خشوعا. قل ادعوا الله او ادعو الرحمين اياما بدعو فله الاسماء الحسنے ولا تجهر بصلاتك و لا تخافت بها وابتغ بين ذلك سبيلا. وقل الحمد لله الذى لم يتخذولدا ولم يكن له شريك في الملك ولم يكن له ولى من الذل وكبرة تكبيرا 17/108-111	(اے پیغمبر) کہدے یہ کہ تم تصدیق کرو اس بات کی یا نہ تصدیق کرو بیشک وہ شخص رسل انبیا جو دئے گئے ہیں اللہ کا علم پہلے اس قرآن سے جس وقت پڑھا جاتا وہ علم اللہ کا ان پر وہ گر جاتے طرف ٹھوڑیوں اپنی کی (منہ کے بل) سجدہ صلوٰۃ کی حالت میں اور کہتے وہی سبحن ربنا ان كا الخ اور وہ گر جاتے طرف ٹھوڑیوں اپنی کے (منہ کے بل) حالانکہ وہ گریہ زاری کرتے اس لئے کہ وہ گریہ زاری زیادہ کر دیتی ہے۔ خشوع ان کا (اے پیغمبر کہہ دے یہ کہ پکارو تم اسم اللہ) یا پکارو تم اسم رحمٰن جو نسا کوئی پکارو تم تو (ثابت ہیں) واسطے اس اللہ کے قرآنی نام تمام نیک تر اور (اے پیغمبر) نہ پڑھا کر تو بلند آواز سے صلوٰۃ اپنی میں اور نہ چھپا کر پڑھا کر تو اس صلوٰۃ میں اور چاہا کر تو درمیان اس کے طریقہ پڑھنے کا اور کہا کر تو الحمد لله الذى الخ .... اور بزرگی بیان کیا کر تو اس اللہ کی بزرگی بیان کرنا اس کی۔

مذکورہ بالا آیت نمبر 4 میں سجدہ کی حالت تسبیح حمد بیان کرنے کا ارشاد ثابت ہے اور اس جگہ آیت نمبر 5 میں تسبیح یعنی سبحن ربنا ان كان وعد ربنا الخ اور حمد یعنی الحمد لله الذى لم يتخذ الخ ہر دو اذکار سجدہ کے تحت میں مبیاد مذکور ہیں۔ لہٰذا یہ ہر دو اذکار سجدہ کا ہی حق ہیں اور بس اہل عرفان و حق شناس خود ملاحظہ فرمالیں۔

اس جگہ سجدہ کے بیان میں یخرون دو دفعہ مذکور ہوا ہے۔ اس دوسرے یخرون کے اعادہ سے خود تکرار سمجھ کر سجدہ ثانی خیال کرنا محض سہو خطا ہے کیونکہ دوسرا یخرون جو کہ ويقولون الخ کے بعد مذکور ہوا ہے اس کے ساتھ يبكون حال کی قید لگی ہوئی ہے۔ اس لئے یخرون دوبارہ لایا گیا ہے اگر یبکون کو يقولون الخ کے بعد لایا جائے تو یہ يقولون سے حال بن جاتا ہے اور مطلب غیر مقصود ہو جاتا ہے۔ اس لئے کہ یبکون کا تعلق یخرون کے ساتھ ہے جیسا کہ دوسری جگہ قرآن مجید میں اللہ مولیٰ ہادی مرشد نے رسل انبیا سلام علیہم کا ذکر فرما کر ارشاد کیا ہے وہ یہ ہے۔

(6)اولئك الذين انعم الله عليهم من النبين من ذريه ادم و ممن حملنا مع نوح و من ذرية ابراهيم و اسرائيل ممن هدينا و اجتبينا اذا تتلى عليهم آيت الرحمن خروا سجداو ربكيا. فخلف من بعده هم خلف اضاعوا الصلوٰة واتبعوا الشهوات فسوف يلقون غيا. الا من تاب و امن و عمل صالحا فاولئك يدخلون الجنة ولا يظلمون شياه 19/58

وہ مذکورہ بالا شخص وہ ہیں کہ دولت ایمان یعنی کتاب دی ہے اللہ نے جن کو جو کہ اللہ کے نبی ہیں حالانکہ اولاد آدم سے عموماً اس کسی کی (اولاد) سے ہیں جس کو سوار کیا ہم نے ساتھ نوحؑ کے خصوصاً اولاد ابراہیم اور اولاد اسرائیل سے ہیں جو کہ وہ شخص ہیں جن کو عارف کیا ہم نے اور برگزیدہ کیا ہم نے جس وقت پڑھی جاتیں ان پر آیتیں رحمٰن کی وہ گر جاتے سجدہ صلوٰۃ کی حالت میں اور گریہ زاری اپنی کی حالت میں پھر جانشین ہوئے بعد میں ان نبیوں کے پیچھے آنے والے (ایسے) انہوں نے ہلاک کر دیا۔ کتاب اللہ کی صلوٰۃ کو اور انہوں نے اتباع کیا اپنے نفس کی خواہشوں کا یعنی من گھڑت نمازیں بنالیں لہٰذا وہ ناخلف دیکھیں گے دوزخ کے درمیان کی کشادگی بڑی کو مگر جو شخص خود تائب ہو جائے (من گھڑت سے) اور اللہ کی شریعت کو قبول کرے اور کرے عمل صالح قرآنی تو یہ تائبین مومنین، صالحین خود داخل ہونگے اللہ کی جنت میں اور نہیں وہ گھٹا دیئے جاویں گے کوئی چیز جنت کی۔

اس مذکورہ ارشاد میں اذا تتلى عليهم ايت الرحمن خروا سجدا سے بخوبی ظاہر ہے کہ اس جگہ سجداً حال ہے خروا سے اور بکیًا معطوف ہے، سجداً پر اور یہ امر مسلم ہے کہ معطوف پہ حکم معطوف علیہ کے ہوتا ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ بکیاً بھی خروا سے حال ہے جس طرح کہ سجدًا سے پس آیت نمبر 5 میں يخرون للا اذقان سجدا و يقولون الخ کے بعد يبكون اس لئے نہیں لایا گیا کہ يقولون سے حال نہ ہو جائے اور قرآن مجید کے اس مقام کے یعنی خروا سجدا و بكيا کے خلاف نہ ہو جائے۔ لہذا يبكون کی خاطر يخرون کا اعادہ کیا گیا۔ نہ بغرض تکرار یہ ہر دو مقام قرآن مجید کے لفظاً و معناً مطابق ہیں۔ قرآن مجید میں من اوله الى اخره ایک رکعت میں ایک ہی سجدہ ثابت ہے۔ دو سجدے ہرگز ثابت نہیں لہٰذا سجدہ ثانی جلسہ قومہ کی طرح غیر اللہ انسانی ایجاد ہے۔ فاعتبروا اوا الابصار۔

(7) والذين يبيتون لربهم سجدا و قياماً والذين يقولون ربنا اصرف عنا عذاب جهنم. ان عذابها كان غراماً انها ساءت مستقرا و مقاما. 25/65

اور (عباد الرحمٰن) وہ شخص ہیں جو ہوتے ہیں واسطے رب اپنے کے سجدہ صلوٰۃ کرنے والے اور قیام صلوٰۃ کرنیوالے اور وہ شخص جو کہتے ہیں ربنا اصرف الخ

اس ارشاد سے ثابت ہے کہ عباد الرحمٰن صلوٰۃ کا سجدہ اور قیام کرتے ہیں اور پڑھتے ہیں۔ دعا ربنا اصرف عنا الخ

(8) والذين اذا ذكرو بايت ربهم لم يخر و عليها صماً و عميانا والذين ء يقولون ربنا هب لنا من ازواجنا و ذريتنا قرة اعين واجعلنا للمتقين اماما. 25/74	اور (عبادالرحمٰن) وہ شخص ہیں جس وقت یاد دلائے جاتے ہیں (رب اپنے کی) ساتھ آیات رب اپنے کے نہیں وہ گرتے اوپر ان آیات کے بہرہ پن وناوانی کی حالت میں اور وہ شخص کہتے ہیں ربنا هب لنا الخ

اس ارشاد سے ظاہر ہے کہ عبادالرحمٰن کا طریق عمل ہے اور وہ سجدہ میں پڑھتے ہیں۔

دعا : ربنا هب لنا الخ

(9) امن هو قانت انا اليل ساجدا و قائماًيحذر الاخرة و يرجو لرحمة ربه 39/9	کیا وہ شخص جو دعا کرنے والا ہے صلوٰۃ کی رات کی گھڑیوں میں حالانکہ وہ سجدہ صلوٰۃ کرنیوالا اور قیام صلوٰۃ کرنیوالا ہے۔ حالانکہ دعا کرنے والا ڈرتا ہے دارالبقاء سے اور امیدوار ہوتا ہے رحمت رب اپنے کا (اس کے برابر ہو سکتا ہے جو ایسا نہیں کرتا۔)

اس ارشاد سے واضح وروشن ہے کہ آخرت سے ڈرنے والا اور اللہ کی رحمت کا امیدوار شخص سجدہ اور قیام صلوہ کی حالت میں دعا کرتا ہے۔واضح رہے کہ اذکار سجدہ کا بیان ہو چکا ہے۔اب سجدہ کے تمام اذکار ذیل میں ایک جگہ تحریر کئے جاتے ہیں۔

اذکار سجدہ

سبحن ربنا ان كان وعد ربنا لمفعولا. الحمد لله الذى لم يتخذ ولدا ولم يكن له شريك فى الملك و لم يكن له ولى من الذل 17/111 ربنا اصرف عنا عذاب جهنم ان عذابها كان غراما. انها ساء ت مستقرا و مقاما 25/66 ربنا هب لنا من ازواجنا و ذريتنا قرة اعين و اجلعنا للمتقين اماما. 25/74

رکعتوں کا بیان

قصر صلوٰۃ کے بیان میں ثابت ہو چکا ہے کہ پوری صلوٰۃ دو رکعت ہی ہے اور یہ بھی حوالہ لغت ثابت ہو چکا ہے کہ صلوٰۃ اور رکعت دونوں مرادف لفظ ہیں۔ پوری صلوٰۃ پر بھی بولے جاتے ہیں اور ایک رکعت پر بھی اس جگہ اس بیان کے دوہرانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اس جگہ یہ امر پیش کیا جاتا ہے کہ اللہ احکم الحاکمین نے محمد رسول اللہ سلام علیہ کو مخاطب فرمایا۔ صلوٰۃ ہر ایک وقت میں دو رکعت یعنی قیام رکوع و سجود دوبار ادا کرنے کا ہی حکم دیا ہے جیسا کہ ارشاد ذیل سے مظہر ہے۔

فاصبر علی ما یقولون و سبح بحمد ربك قبل طلوع الشمس و قبل الغروبo و من الیل فسبحه و ادبار السجور 50/40	پس (اے پیغمبر) صبر کیا کر تو اوپر ان باتوں کے جو وہ منکر کہتے ہیں اور صلوٰۃ یعنی قیام رکوع، سجود کیا کر تو ساتھ رضا رب اپنے کے پہلے نکلنے سورج کے اور صلوٰۃ یعنی قیام رکوع سجود ادا کیا کر پہلے ڈوب جانے کے اور ایک حصہ میں رات کے پس صلوٰۃ یعنی قیام رکوع سجود ادا کیا کر اس رات کے حصہ میں اور (صلوٰۃ یعنی قیام رکوع سجود ادا کیا کر) پچھاڑیاں میں مذکورہ سجود کے۔

اس مذکورہ بالا ارشاد میں لفظ سبح جو صیغہ امر ہے۔ اس کی مصدر تسبیح ہے اور تسبیح کا معنی صلوٰۃ لغت سے ثابت ہو چکا ہے اور صلوٰۃ مجموعہ ہے۔ قیام رکوع سجدو دو غیرہ کا اس جگہ یقیناً سبح ساتھ معنی صلوٰۃ یعنی قیام رکوع سجود ادا کرنے کے ہے۔ سبح کے تحت میں تین وقت صلوٰۃ کے مذکور ہیں جو کہ قبل طلوع شمس و قبل الغروب من الیل فسبحه سے ظاہر ہیں۔ پہلا وقت قبل طلوع الشمس ہے۔ قبل ظرف مفعول فیہ منصوب ہے۔ سبح سے اور مضاف ہے طرف الشمس کی۔ اس سے صبح کا سارا وقت مراد ہے۔ سورج نکلنے سے پہلے دوسرا وقت قبل الغروب۔ قبل ظرف مفعول فیہ بذریعہ واؤ عاطفہ منصوب ہے۔ سبح سے اور مضاف ہے طرف الغروب کی۔ الغروب کا الف لام عوض مضاف الیہ کے ہے اور مضاف الیہ الشمس ہے۔ اس سے پچھلا حصہ دن کا یعنی آدھے دن کا سارا وقت مراد ہے۔ سورج کے ڈوبنے سے پہلے اور تیسرا وقت من الیل فسبحه اس جگہ من بمعنے بعض مفعول ہے۔ فعل عامل مضمر کا جو معطوف ہے اور سبح پر اور فسبحه اس مضمر کی تفسیر ہے۔ پس من الیل رات کا ایک حصہ یعنی شام کا سارا وقت مراد ہے۔ الغرض اس جگہ تین وقتوں میں قیام رکوع سجود ادا کرنے کے بعد اور بھی قیام رکوع سجود ادا کرنے کا حکم ہے جو کہ وادبار السجود سے بین ہے۔ ادبار جمع دبر کی ہے اور ظرف مفعول فیہ ہے اور بذریعہ واؤ عاطفہ منصوب ہے۔ سبح سے اور مضاف ہے طرف السجود کی اور السجود کا الف لام عہد ذکری ہے۔ پس و ادبار السجود کا صحیح معنی یہی ہے کہ اور صلوٰۃ یعنی قیام رکوع سجود ادا کیا کر۔ پچھاڑیاں میں مذکور سجود کے اس بیان سے بدرجہ حق الیقین و عین الیقین ثابت ہے کہ ہر ایک وقت میں دوبار قیام رکوع و سجود یعنی دو دو رکعتوں کے ادا کرنے کا حکم فی القرآن المبین ہے جس پر مرید وجہ اللہ مسلم حنیف کا یقین ہے اور دو دو رکعت سے زائد یعنی کسی وقت میں تین اور کسی وقت میں چار غیر اللہ انسانی تعین ہے۔ انما یتذکروا ولو الا لباب

مذکورہ بالا تین وقتوں کی تصدیق ارشاد ذیل سے بھی ثابت وبین فی القرآن ہے جس کو تا قیامت کوئی بھی قرآن سے ہر گز باہر نہیں نکال سکتا۔

فسبحن الله حين تمسون و حين تصبحونo وله الحمد في السموات و الارض و عشياً و حين تظهرونo 30/17, 18	پس بیان کیا کرو (پاکی بیان کرنا اللہ کی جس وقت شام کرو تم اور (پاکی بیان کرنا اللہ کی) جس وقت صبح کرو تم حالانکہ اس اللہ ہی کیلئے تمام صفت اچھی اور اس کے آسمانوں اور اس کی زمین میں اور (پاکی بیان کرنا اللہ کی) دن کے پچھلے حصہ میں۔ یعنی جس وقت آدھے دن میں داخل ہو جاؤ تم

اس ارشاد میں پہلا وقت تمسون ہے تمسون کی مصدر امساء ہے اور اس کا مادہ مساء ہے دونوں کی لغت پیش کی جاتی ہے۔ مسا کسما شبانگاہ خلاف صباح امسا شبانگاہ کردن منتہی الارب۔ اس لغت کی عبارت سے بین ہے کہ مسا اور امساء ہر دونوں کے تحت میں شبانگاہ یعنی شام کا وقت ایک ہی معنی مذکور ہے۔ دوسرا کوئی نہیں اور خلاف صباح سے یہ مراد ہے کہ جس طرح صبح دن کا مقدمہ ہے اسی طرح شام بھی رات کا مقدمہ ہے۔ پس تمسون کا سوائے شام کے اور کوئی معنی نہیں۔ دوسرا وقت تصبحون ہے۔ تصبحون کی مصدر اور اصباح ہے اور اس کا مادہ صباح ہے۔ دونوں کی لغت پیش کی جاتی ہے۔ صبح بامداد۔ اصباح بالکسر بامداد و در آمدن در بامداد و بجائے شدن دراں و بامداد کردن منتہی الارب۔ اس جگہ بھی صبح اور اصباح کے تحت بامداد یعنی صبح کا وقت ایک ہی معنی مذکور ہے۔ تیسرا وقت ہے عشیا و حین و تظهرون دونوں کی لغت پیش کی جاتی ہے۔ عشي كغنی۔ آخر روز و ابر منتہی الارب۔

اس لغت کی عبارت سے ظاہر ہے کہ عشیٰ کا معنی آخر روز اور ابر ہے۔ ابر والا معنی تو اس جگہ مراد نہیں۔ باقی رہا آخر روز یعنی پچھلا حصہ دن کا سو یہ ایک ہی وقت ہے اور مختار الصحاح میں اس طرح مذکور ہے۔ العشی مابین زوال الشمس و غروبها۔ یعنی عشیٰ وہ وقت ہے جو درمیان میں زوال سورج اور اس کے غروب کے ہے۔ اس لغت کے بیان سے ثابت ہے کہ زوال سورج اور غروب کے درمیان کا وقت عشیٰ کا معنی ہے۔ اس سے بھی آدھا دن ہی مراد ہے اور تاج العروس میں عشیٰ کا معنی اس طرح مذکور ہے۔ و يقع النشی علی ما بين الزوال و المغرب كل عشي فاذا غابت فهوا بعشاء یعنی واقع ہوتا ہے عشیٰ اوپر اس وقت کے جو درمیان زوال اور مغرب کے ہے سارا عشیٰ ہے۔ پھر جب غائب ہو جاتا ہے وہ سورج تو وہ وقت عشا ہے۔ اس لغت کی شہادت سے بھی ظاہر ہے کہ زوال اور مغرب کے درمیان کا سارا وقت عشیٰ کا معنی ہے جس سے یقیناً آدھا دن ہی مراد ہے۔ (مذکورہ بالا معنی کے لئے کتاب لغت لسان العرب کی شہادت يقع العشي علی ما بين زوال الشمس الی وقت غروبها كل ذلك عشي فاذا غابت الشمس فهوالعشاء (لسان العرب) اسی کی تفسیر ہے تظهرون۔ مظهرون کی مصدر اظہار ہے اور اس کا مادہ ظہر ہے۔ دونوں کی لغت پیش کی جاتی ہے۔ ظہر بالضم پس از زوال آفتاب۔ اظہار + + + وبوقت صلوٰۃ پیشین رفتن و در نیم روز در آمدن و در آں وقت شدن بجائے اس لغت کی عبارت سے ظاہر ہے کہ ظہر کے تحت

معنی پس از زوال آفتاب اور اظہار کے تحت میں ہے۔

در نیم روز آمدن یعنی آدھے دن میں داخل ہونا ایک ہی معنی ہے۔ پس عشیٰ بمعنی پچھلا حصہ دن کا زوال اور مغرب کے

درمیان کا سارا وقت آدھا دن اور اظہار بمعنے آدھے دن میں داخل ہونا دونوں مرادف ہیں۔معناً لھذا عشیا و حین تظھرون میں و ا ؤ عطف تفسیری ہے۔عشیا و حین تظھرون سے یقیناً ایک ہی وقت مراد ہے۔پس فسبحن الله حین تمسون الخ میں تین وقت ہی صلوٰۃ کے ثابت ہیں۔وہ بین فی القرآن ہیں۔ صلوٰۃ العصر اور صلوٰۃ المغرب غیر اللہ کی ہوائے نفس من گھڑت وخانہ ساز ہیں۔

دیگر فسبحن الله حین تمسون الخ میں سبحان اللہ سے پہلے قولو المحذوف ہے جیساکہ سجدہ کے بیان میں مذکور ہے۔ یخرون للاذقان سجدا و یقولون سبحان ربنا ان کان و عد ربنا الخ۔جس طرح سبحان ربنا سے پہلے یقولون مذکور ہے اسی طرح فسبحن الله حین تمسون سے پہلے قولوا محذوف ہے اس لئے اس کا معنی کیا گیا ہے۔بیان کیا کرو پاکی اللہ کی۔اس سے پہلے صلوٰۃ میں اللہ کی پاکی بیان کرنے کا حکم ثابت ہو چکا ہے جس سے ظاہر ہے کہ اللہ کی پاکی بیان کرنا جزو صلوٰۃ ہے لہذا اس جگہ فسبحن الله حین تمسون میں اللہ کی پاکی بیان کرنے سے جزو بمعنی کل صلوٰۃ ہی مراد ہے اور بس۔

بعد الصلوٰۃ کابیان

اللہ مولیٰ مجیب الدعوات نے پیغمبر سلام علیہ کو مخاطب فرما کر بعد صلوٰۃ کے بھی دعا کرنے کا حکم دیا ہے جو کہ ارشاد ذیل سے آشکارا ہے۔

(1) فاصبران وعد الله حق واستغفر لذنبك و سبح بحمد ربك بالعشی والابکارہ ++++ فاستعذ بالله انه هوالسمیع البصیر +++ و قال ربکم ادعونی استجب لکم 40/54-60	پس اے (پیغمبر) صبر کیئے رہو بیشک وعدہ اللہ کا سچ ہے۔......اور بخشش مانگا کر واسطے نارواکام اپنے کے ہموماً صلوٰۃ ادا کیا کر ساتھ حمد رب اپنے کی دن کے پچھلے حصہ میں اور دن کی صبح میں +++++ صلوٰۃ کے پیچھے پناہ مانگا کر طرف رب اپنے کی بیشک وہ اللہ خود دعا کا سننے والا ہے۔عمل کا دیکھنے والا ہے +++ اور کہا ہے رب تمہارے نے دعا کیا کرو میرے حضور میں قبول کرونگا (دعا) نفع تمہارے کو

اس ارشاد بالا میں پہلا جملہ فاصبر انشائیہ ہے اور اس کے بعد استغفر جملہ انشائیہ حکم خصوص ہے اور اس کے بعد بطور عطف عموم بر خصوص سبح جملہ انشائیہ ہے۔ساتھ ہی اختصاراً صلوٰۃ کے وقت مذکور ہیں۔لہذا اس جگہ سبح کے ساتھ معنی صلوٰۃ ادا کرنے کے ہے پھر اس کے بعد فاستعذ بالله مذکور ہے۔یہ جملہ بھی انشائیہ ہے اس کا ربط و عطف سبح پر ہے کیونکہ انشائیہ کا عطف جملے انشائیہ پر ہی ہو سکتا ہے۔ فاستعذ میں فا برائے تعقیب ہے۔اس لئے اس جگہ صلوٰۃ کے بعد اللہ کی طرف پناہ مانگنے کا

حکم ثابت و یقین ہے لہٰذا صلوٰۃ کے بعد دعا رب اعوذبك من همزات الشياطين واعوذبك رب ان يحضرونo پڑھنی ضروری ہے پھر اس کے بعد دعا کرنے کا اور بھی حکم ہوا ہے جس کے ساتھ وعدہ استجابت بھی مذکور ہے جو کہ ادعونی استجب لکم سے ظاہر ہے۔ اس حکم کے مطابق وہ دعا پڑھنی ضروری ہے جس کے ساتھ ایفاوعدہ استجابت اللہ مولیٰ مجیب الدعوات نے مذکور فرمایا ہے۔ وہ تمام قرآن مجید کا ذیل میں تحریر کیا جاتا ہے۔

(2) ان فی خلق السموات والارض و اختلاف اليل و النهار لايت لاولی الالبابo الذین یذکرون الله قیاما و قعودا و علی جنوبهم ویتفکرون فی خلق السموات والارض ربنا ما خلقت هذا باطلاً سبحنك فقنا عذاب النارo ربنا انك من تدخل النار فقد اخزيته الخ انك لا تخلف الميعادo فستجاب لهم ربهم 3/191	بیشک (ثابت ہیں پیچ) پیدائش اللہ کے آسمانوں کے اور اللہ کی زمین کے خصوصاً ثابت ہیں پیچ) اختلاف رات کے اور دن کے البتہ نشان عظیم واسطے اصحاب عقول ان مخصوں کے جو صلوٰۃ ادا کر لیتے ہیں۔ اللہ کے حضور کھڑے رہنے کی حالت اپنی میں اور حالت بیٹھے رہنے کی اپنی میں اور حالت پڑے رہنے پہلوؤں یعنی کروٹوں اپنی کے اور سوچ بچار کرتے ہیں بیچ پیدائش اللہ کے آسمانوں کے اور اللہ کی زمین کے وہ صلوٰۃ ادا کر لینے والے پڑھتے رہتے ہیں (دعا) ربنا خلقت الخ.......... .... پس قبول کرتا ہے (دعا) ان صلوٰۃ ادا کرنے والوں کے نفع کو رب ان کا۔

اس مذکورہ ارشاد میں یذکرون الله قیاما و قعودا وعلی جنوبهم سے ظاہر ہے کہ قیاماً و قعود علی جنوبهم تینوں حال ہیں یذکرون سے یعنی وہ صلوٰۃ ادا کر لیتے ہیں۔ کھڑے بیٹھے لیٹے غرض کہ کوئی بھی ان تین حالتوں سے ان کو لاحق ہو جائے اسی حالت میں صلوٰۃ ادا کر لیتے ہیں اور وہ پڑھتے ہیں دعا ربنا ما خلقت هذا باطلا الخ۔ ربنا ما خلقت سے پہلے واو عاطفہ کو ترک کیا گیا ہے اور یقولون کو حذف کیا گیا ہے۔ عطف تو اس لئے ترک ہے کہ یذکرون کے بعد یتفکرون مذکور ہوا ہے اور دعا ربنا ما خلقت کا تعلق یذکرون کے یعنی صلوٰۃ کے ساتھ ہے۔ اس جگہ واؤ عاطفہ لاتے سے یتفکرون پر عطف ہو کر مطلب خلاف مقصود ہو جاتا ہے لہٰذا اس جگہ فصل ہے اور یقولون اس لئے حذف کیا گیا ہے کہ ربنا ما خلقت الخ مقولہ موجود ہے۔ باوجود دلالت قرینہ کے قول کبھی حذف بھی کیا جاتا ہے جیسا کہ ربنا لا تواخذنا الخ سے پہلے بھی یقولون حذف کیا گیا ہے۔

خلاصہ آیت نمبر (1) میں ادعونی استجب لکم سے وعدہ استجابت دعا ثابت ہے اور آیت نمبر 2 میں دعا ربنا ما خلقت هذا باطلا الخ کے بعد فاستجاب لهم ربهم ایفا وعدہ استجابت مذکور و موجود ہے۔ پس اس لحاظ سے اظہر من

الشمس ہے کہ یہ ہر دو مقام آپس میں ملتے ہیں لہٰذا ربنا ما خلقت هذا باطلا الخ والی دعا کو رب اعوذبك الخ کے بعد پڑھنا ضروری ہے۔

سلام کا بیان

اللہ سبحانہ تعالیٰ نے رسول پاک سلام علیہ کو مخاطب فرما کر ارشاد کیا ہے کہ اپنے مالک رب کی پاکی بیان کیا کر اور بیان کر کہ سلام علی المرسلین الخ جیسا کہ ارشاد ذیل سے واضح و روشن ہے۔

سبحن ربك رب العزة عما يصفونo وسلام على المرسلين والحمد لله رب العلمين o37/181, 182	(اے پیغمبر بیان کیا کر) پاکی بیان کرنا مالک اپنے کی مالک تمام عزت کے کی اس سے جو وہ منکر صفت بیان کرتے ہیں اور (بیان کیا کر) سلام علی المرسلین الخ۔........

اس مذکورہ بالا ارشاد میں سبحن الله سے پہلے قل فعل امر محذوف ہے جیسا کہ سبحن الله حين تمسون الخ کے بیان میں ثابت ہو چکا ہے اور یہ بھی ثابت ہو چکا ہے کہ اللہ کی پاکی بیان کرنا جزو صلوٰۃ ہے۔ اس جگہ بھی سبحن ربك رب العزت الخ میں جو اپنے مالک کی پاکی بیان کرنے کا حکم ہے اس سے بھی جزو بمعنی کل صلوٰۃ ہی مراد ہے کیونکہ صلوٰۃ کے علاوہ اللہ مالک کی پاکی بیان کرنے کا کوئی الگ ورد و ظیفہ قرآن مجید میں مقرر نہیں فرمایا گیا ہے بلکہ اللہ کی پاکی بیان کرنا جزو صلوٰۃ قرار دی گئی ہے جیسا کہ پہلے اس رسالہ میں ثابت ہو چکا ہے کہ صلوٰۃ کا اپنا معنی قیام رکوع سجود دعا تسبیح ہے۔ اس معنی کی رو سے ظاہر ہے کہ اللہ کی پاکی بیان کرنا صلوٰۃ جزو حقیقی ہے پھر صلوٰۃ میں اللہ مولیٰ سبحانہ کی پاکی بیان کرنے کا حکم لفظاً دیا گیا ہے جو قیام اور سجدہ کے بیان میں واضح ہو چکا ہے اس لئے بھی اللہ کی پاکی بیان کرنا جزو صلوٰۃ ہے۔ پس بہر کیف اس جگہ سبحن ربك العزت عما يصفون میں اپنے مالک کی پاکی بیان کرنے سے جزو بمعنی کل صلوٰۃ ہی مراد ہے اور بس۔

چونکہ سبحن ربك رب العزت الخ۔ جزو بمعنی کل صلوٰۃ ادا کرنے کا حکم قل فعل امر محذوف کے تحت میں مذکور ہے اور اس کے بعد بذریعہ واؤ عاطفہ سلام على المرسلين والحمد لله رب العالمينo کہنے کا حکم بھی اس قل محذوف کے تحت میں موجود ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ صلوٰۃ ادا کر کے سلام على المرسلين الخ کہنا ضروری ہے۔

اس مذکورہ بالا بیان سے مرسلین کے حق میں سلام کہنا تو ثابت ہو چکا ہے۔ اب رہا عام مصلین کے حق میں سلام کہنا۔ یہ ارشاد ذیل سے واضح و روشن ہے جیسا کہ اللہ مولیٰ ہادی مرشد نے محمد رسول سلام علیہ کو مخاطب فرما کر ارشاد کیا ہے۔

ولا تطرد الذين يدعون ربهم بالغدة والعشى يريدون وجهه ما عليك من حسابهم من شىء و مامن حسابك عليمهم من شىء فتطردهم فتكون مين الظلمين +++ واذا جاء ك الذين يومنون بايتنا فقل سلام عليكم كتب ربكم على نفسه الرحمة انه من عمل منكم سوء بجهالة ثم تاب من بعده واصلح فانه غفور رحيم o 6/54	(اے پیغمبر) مت اپنے سے دور کریو توان شخصوں کو جو دعا کرتے ہیں۔ حضور میں رب اپنے کے یعنی صلوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ بیچ دن کی صبح کے اور دن کے پچھلے حصے حالانکہ وہ دعا کرنے والے چاہتے ہیں۔ رضا اس رب اپنے کی نہیں ہے اوپر تیرے ان کے حساب سے کوئی چیز اور نہیں تیرے حساب سے اوپر ان کے کوئی چیز کہ اس سبب سے دور کرے توان کو (مت دور کریو) اس سبب سے ہو جائیگا توان شخصوں سے جو زبردستی کرنیوالے ہیں۔ +++ حالانکہ جب آویں تیرے پاس وہ شخص جو اظہار خشوع کریں ساتھ ہی آیات ہماری کے تو کہا کہ سلام الخ

اس ارشاد بالا میں ولا تطرد الذین الخ سے ظاہر ہے کہ ان شخصوں کو دور ہٹانے سے منع فرمایا گیا ہے۔ جو اپنے رب کی رضا چاہتے ہوئے صبح اور پچھلے حصے دن میں اپنے رب کے حضور دعا کرتے ہیں یعنی صلوٰۃ ادا کرتے اور اس جگہ یدعون سے صلوہ ہی مراد ہو سکتی ہے۔ کیونکہ ساتھ ہی اختصار اصلوٰۃ کے وقت مذکور ہیں اور صلوٰۃ کی بجائے یدعون اس لئے ہے کہ دعا صلوٰۃ کی جزو اعظم ہے اس کے بعد حکم ہوا ہے کہ جو شخص تیرے پاس آکر ہماری آیات کے ساتھ اظہار خشوع کریں یعنی صلوٰۃ ادا کریں تو کہا کہ تو سلام علیکم کتب الخ اس جگہ یومنون کا معنی اظہار خشوع کیا گیا ہے۔ یہ معنی بھی لغت میں موجود ہیں جیسا کہ کتاب لغت قاموس میں لکھا ہے و امن به ایمانا صدقه و الا یمان الثقته والظهار الخشوع و قبول الشريعت پس اس لغت کی عبارت سے ظاہر ہے کہ ایمان کا معنی اظہار خشوع بھی ہے اس جگہ الذین یومنون بایتنا فقل سلام علیکم الخ کے کہنے کا حکم مذکور ہے اور اس لئے بھی اظہار خشوع سے صلوٰۃ مراد ہے کہ صلوٰۃ میں خشوع کرنے کا ارشاد فی القرآن ہے جیسا کہ اللہ مولیٰ ہادی مرشد کے ارشاد ذیل سے بین ہے۔

قد افلح المومنون o الذين هم فى صلاتهم خاشعونo o 23/1	یعنی تحقیق نجات پائی اللہ کے راہ راست قبول کرنے والے انہی شخصوں نے جو بیچ صلوٰۃ اپنی کے خشوع یعنی عاجزی کرنے والے ہیں۔

اس ارشاد سے واضح ہے کہ صلوٰۃ میں خشوع کرنا اتنی بڑی چیز ہے جس کا صلہ نجات ہے پس یومنون بایتنا سے ساتھ معنی اظہار خشوع کے صلوٰۃ مراد لینا بالکل درست و صحیح ہے اور اس کے بعد سلام کا ارشاد ہے جو کہ فقل سلام علیکم الخ سے ظاہر باہر ہے۔ اس بیان سے بخوبی واضح وروشن ہے کہ صلوٰۃ ادا کر لینے کے بعد مصلین پر بھی سلام علیکم الخ کہنا ضروری ہے۔ اللہ مولیٰ کریم کے فضل سے جو کچھ صلوٰۃ کے پڑھنے کا ارشاد ہے اس کا بھی بیان ہو چکا ہے اب ذیل میں ان سب اذکار کو ایک جگہ تحریر کیا جاتا

ہے۔

بعد الصلوٰۃ کے اذکار

رب اعوذبك من همزات الشيطين و اعوذبك رب ان يحضرون 23/97 ربنا ما خلقت هذا باطلا سبحانك فقنا عذاب النار ربنا انك من تدخل النار فقد اخزيته وما للظلمين من انصار o ربنا اننا سمعنا منا ديا ينادی للايمان ان امنو بربكم فامنا ربنا فاغفرلنا ذنوبنا و كفر عنا سياتنا و توفنا مع الابرار ربنا و اتنا ما وعدتنا على رسلك ولا تخزنا يوم القيمة. انك لا تخلف الميعاد 3/193 سلام على المرسلين والحمد لله رب العلمين سلام عليكم كتب ربكم على نفسه الرحمة انه من عمل منكم سوء بجهالة ثم تاب من بعده واصلح فانه غفور رحيم 6/54

خاتمہ

اس رسالہ مسمی بہ اقیموا الصلوٰۃ میں ہر ایک فعل و قول صلوٰۃ کا صرف اللہ کی آیات بینات یعنی کلام اللہ ہی سے بیان کیا گیا ہے۔ مطابق حکم اذکر واللہ کما علمکم کے یعنی جس طرح اللہ مولیٰ حکیم علیم نے قرآن کریم میں صلوٰۃ کی تعلیم دی ہوئی ہے اسی طرح لوجہ اللہ اس کا بیان کیا گیا ہے اور تحقیق میں حتی الوسع کوشش بلیغ کی گئی ہے اور باوجود قرآن مجید کی عربیت کے علوم خادمہ کی یعنی صرف ونحو معانی وغیرہ محاورہ عرب کی پوری رعایت رکھی گئی ہے جو اس رسالہ کے ملاحظہ کرنے سے معلوم ہے چونکہ کتب روایات بخاری مسلم وغیرہ کافی کلینی وغیرہ اور کتب فقہ کنز ہدایہ وغیرہ۔ یہ غیر اللہ کتابیں ہیں۔ اللہ کی ہرگز نہیں ہیں۔ ان غیر اللہ کتابوں کے ماننے کا اور ان کے اتباع کرنے کا قرآن مجید میں ہرگز کوئی حکم نہیں ہے۔ لہٰذا ان کو اور ان کے متبعین کو چھوڑ دیا گیا اور اللہ احکم الحاکمین کا جو یہ حکم ہے۔ اتبعوا ما انزل اليكم من ربكم ولا تتبعوا من دونه اولياء. یعنی اتباع کرو تم اس عظیم الشان کتاب اللہ کا جو نازل کی گئی ہے طرف تمہاری رب تمہارے سے اور مت اتباع کرو تم غیر اس منزل من اللہ کے مددگاروں کا۔ اس حکم کے مطابق مسلمین حنیف اہل الذکر والقرآن نے اللہ خالق مولا کریم کو راضی کرنے کیلئے اور اپنی تجارت کے واسطے عموماً کتاب اللہ ہی کو واجب الاتباع بنالیا ہے خصوصاً اللہ حکم کی تعلیم دی ہوئی صلوٰۃ کو ادا کرنا مسلمین حنیف اہل الذکر والقرآن کا عمل ہے پس جو شخص بھی اللہ خالق مالک کو راضی کرنا چاہتا ہے۔ وہ مذکورہ غیر اللہ کتب روایات وغیرہ کے اتباع سے پاک ہو کر صرف کتاب اللہ ہی کو واجب الاتباع بنانے سے عموماً خصوصاً اللہ مولا حکیم علیم کی تعلیم دی ہوئی صلوٰۃ کو

ادا کرنے سے ہی اس مولا کریم کو راضی کر سکتا ہے اور اپنی نجات حاصل کر سکتا ہے۔ کوئی مانے یا نہ مانے اللہ مولا کریم احکم الحاکمین کا حکم پہنچا دینا ہی رسولی خدمت و سنت ہے جیسا کہ اللہ مولا مرشد کا ارشاد ہے۔ **ما علی الرسول الا البلاغ 5/99 فاقیمو الصلوۃ و اتو الذکوۃ و عتصموا باللہ ھو مولیکم فنعم المولی و نعم النصیر 22/78 الحمد للہ الذی ھدنا لھذا وما کنا لنھتدی لولا ان ھدنا 7/43 حسبنا اللہ نعم الوکیل 3/173 ما اسئلکم علیہ من احبر وما انا من المتکلفین 38/86 حسبی اللہ علیہ یتوکل المتوکلون 39/38 و افوض امری الی اللہ ان اللہ بصیر بالعباد 40/44 فللہ الحمد رب السموات و رب الارض رب العلمین و لہ الکبریاء فی السموت و لا الارض وھو العزیز الحکیم 45/36** ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم **2/127**

تنبیہ

کوئی شخص یہ سبب قرآنی مخالفت کے مسئلہ صلوٰۃ کو مبحث قرار دے کر ناحق خامہ فرسائی نہ کرے۔ اس کی سماعت نہیں ہوگی کیونکہ یہ مسئلہ صلوٰۃ مبحث نہیں۔ مبحث یہ ہے کہ ہم غیر اللہ کتب روایات بخاری مسلم وغیرہ کافی کلینی وغیرہ و کتب فقہ کنز وغیرہ کو نہیں مانتے اور نہ ہی ان کا اتباع کرتے ہیں کیونکہ ان کے ماننے کا اور اتباع کرنے کا قرآن مجید میں ہرگز ہرگز کوئی حکم نہیں۔

محمدؐ رسول اللہ سلام علیہ اور صحابہ رضی اللہ عنھم کا زمانہ گزر جانے کے بعد رسول پاک سلام علیہ جو کہ غیر اللہ کے حکموں سے پاک و بری الذمہ ہے اس کے ذمہ لگا کہ یہ غیر اللہ کتابیں بخاری وغیر کافی کلینی وغیرہ روایات کی بنا پر قرآنی پاک تعلیم کیلئے عمداً بنائی گئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہرگز نہیں آئی ہیں یہ غیر اللہ کتابیں رسول اللہ سلام علیہ کی رسالت و تبلیغ و تعلیم ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتی۔ اللہ احکم الحاکمین کی طرف سے آیا ہوا حکم صرف قرآن مجید ہی محمد رسول اللہ سلام علیہ کی رسالت و تبلیغ ہے۔ **فاعتبر و اولی الابصار۔**

۱۔ سگریٹ، تمباکو، حقہ قرآن کریم (کتاب اللہ) اور کتاب کائنات کی روشنی میں حرام ہے (2/195، 7/31، 7/157، 17/26)
اس موذی - مہلک اور خبیث فعل کو ترک کرکے بچت کو ادارہ ھذا میں جمع کریں انشاء اللہ یہ رقم ضائع نہیں ہوگی
۲ جو لوگ ماہنامہ جاری رکھنا چاہتے ہیں سالانہ چندہ ارسال فرمائیں (بذریعہ منی آرڈر)